

# احکام طعام اہل کتاب

مؤلفہ

جناب آذیل ڈاکٹر سر سید احمد خاں بہادر مرحوم کے جی۔ ایس

ای۔ ایل ایل۔ ڈی

واضح ہو کہ

اس رسالہ میں جہاں کہیں جناب مولوی شاہ عبدالعزیز صاحب کے

فتوے کا ذکر ہے اُس فتوے کی نقل جناب مرحوم کو جناب خواجہ

محمود علی صاحب غازی پوری سرشتہ کلکٹری بنارس و وصول ہوئی تھی

در مطبع الجہانوم علی گڑھ مطبع شد

۱۸۹۹ء

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

مولفہ ۱۸۵۲ ہجری - مطابق ۱۸۶۱ء عیسوی - ۱۔

الحمد لله الذي بعث في الاميين رسولا منهم تليو عليهم آياته ويزكيهم ويعلمهم الكتاب والحكمة وانا كانوا من قبل لفى ضلال مبين والصلوة والسلام على رسول محمد خاتم الانبياء والمرسلين رحمة للعالمين الذي هداانا الى صراط مستقيم وجعل لنا الدين سيرا ولا عسرا حيث قال عليه السلام ان الدين سیر ولا رهبانیه فی الاسلام وعلى آله واصحابه واتباعه وامتہ اجمعین سيما على الذين جاھدوا في اشاعة مسائل دينهم القيمة الخيفية السمحة ولا يخافون لومة لائم واستحقوا على ذلك فرتبة بعدة

\* ساری تعریف الہی کے لئے ہے جس نے اٹھایا ان پڑھوں میں ایک رسول ان ہی میں سے پڑھتے ان پاس انکی تہیں اور انکو سنو اتا ہے اور سکھاتا ہے کتاب اور عقلندی اور اگرچہ اس سے پہلے بڑے ہلکا وہ میں تھے اور درود اور سلام ہووے اُسکے رسول پر جو محمدیں ختم کر دیا جنہوں نے پیغمبروں اور رسولوں کو رحمت میں تمام عالم کے لئے جو لیچلے ہکو سیدی راہ اور کیا ہمارے لئے دین کی

ابالجد جو کہ اس زمانہ میں درباب اباحت طعام اہل کتاب کے نہایت گفتگو ہو رہی ہے اور ہندوستان کے مسلمان جنہوں نے ہزاروں سیس ہندوؤں کی اختیار کر لی ہیں اسکو تبتا ہی برا جانتے ہیں اور جو شخص اسکو مباح کہے یا اس کے کما ایک ترکب ہو اسکو کافرا کرستان یا مسلمانوں کے گروہ سے خارج یا ایک بہت بڑے اتر قبیح کا ترکب سمجھتے ہیں اور ہزاروں طرح سے زبان طعن و تشنیع اس پر دراز کرتے ہیں اور گناہگار ہوتے ہیں اسلئے یہ ایک مختصر رسالہ درباب احکام طعام اہل کتاب کے لکھا ہے اور یہی اسکا نام رکھا ہے تاکہ مسلمان بہائی اپنے مسلمان بہائیوں پر بگمائی کرنے اور بڑا بھلا کہنے سے باز آویں اور گناہ میں پڑنے سے محفوظ رہیں۔ جاننا چاہئے کہ طعام اہل کتاب بشرطیکہ محرمات شرعیہ میں سے نہ ہو مسلمانوں کے لئے حلال اور درست اور اسکا کما ناجائز اور مباح ہے خواہ ہم اسکا ہی سبھا ہو اور انہیں کا پکایا ہو اپنے گھر کما ہیں خواہ اُن کے ان جاکر کماویں خواہ ہم اکیلے کماویں خواہ ہم اور اہل کتاب ایک جگہ ساتھ بیٹھ کر کماویں اور وہ کما ناقصہ لکھ طیبہ سے ہو یا از قسم حبوب و شیرینی وغیرہ۔

❖ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى الْيَوْمَ أَحْلَلْتُ لَكُمْ الطَّيِّبَاتِ طَعَامَ الَّذِينَ دُونَكُمْ وَطَعَامُكُمْ حَلَالٌ لَكُمْ

حاشیہ متعلق صفحہ آسان نہ سخت شکل کیونکہ فرمایا رسول اللہ نے صلی اللہ علیہ وسلم کہ دین بیشک آسان ہوا اور نہیں ہے بڑی پرہیزگاری کی سختی سہنا اور ہر چیز سے پرہیز کرنا اور دنیا کی تمام چیزوں کو چھوڑ بیٹنا اسلام میں اور انکی اولاد اور اُن کے یاؤں اور اُن کے پیروؤں اور انکی اُمت کے لوگوں پر سب پر حرمت ہو خصوصاً آپر جنہوں نے اُن کے دین کے مسائل پسلائےیں کوشش کی جو دین کہ نہایت مضبوط اور سیدھا اور آسان ہے اور نہ ڈرے ملاست کرنیوالی ملاست سے اور اس بات پرستی ہوئے خوشی پر خوشی کر۔

❖ فرمایا اللہ تعالیٰ نے آج حلال کی گئیں تمہارے لئے سب پاکیزہ چیزیں اور کما نادون لوگوں کا جنکو کتاب دی گئی ہے حلال ہے تمہارے لئے اور حلال ہے اُن کے لئے۔

وفی الترمذی سئل النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن طعام النصارى فقال لا  
یتحل فی صدک ان طعام مناعت النصارى الی آخر الحدیث وقال الترمذی والعل  
علی هذا عند اهل العلم من الرخصة فی طعام اهل الکتاب۔

وفی العالمی لکبری لابیاس بطعام الیہود والنصارى کلمہ من الذبائح ونحوہا۔  
وفی فتح المنان فی تأیید مذہب النعمان وعن علی قال لابیاس بطعام الجوس  
افلہ فہم عن ذبائحہم رواہ البیہقی۔

اس آیت اور حدیث سے اور فقہ کی روایتوں سے ثابت ہوا کہ طعام اصل کتاب حکم حلال  
اور جائز ہے اور جو شے کہ دراصل حلال ہے وہ کسی کی بھیجی ہوئی ہو اور کسی کی پکائی ہوئی ہو حرام  
یا ناجائز نہیں ہو سکتی خود جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں کے ان کا  
پکا ہوا کھانا تناول فرمایا ہے۔

۱۔ اور ترمذی میں مہلب سے روایت ہے کہ پوچھا میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے حکم طعام نصاری  
کا تو فرمایا کہ نہ نخلان ڈالے تیرے سینہ میں (یعنی دل میں) کوئی کھانا۔ کیا مشابہ ہو گیا تو نصاری لوگوں  
کے ساتھ۔ اور کہا ہے ترمذی نے اور علی ہے اسی حدیث پر سب اہل علم کے نزدیک رخصت اور  
اجازت کھانے میں اہل کتاب کے۔

۲۔ اور عالمگیری فتاویٰ میں ہے۔ نہیں کچھ مضائقہ کھانے یہود اور نصاری کے سب قسم کے  
کھانے میں زہیمہ اور اسکے سوا۔

۳۔ کتاب فتح المنان میں ہے کہ کچھ مضائقہ نہیں ہے مجوسیوں کے کھانے میں جو کچھ منع کیا  
ہے وہ انکا زہیمہ ہے۔

فی المشکوۃ عن جابر بن یهودیۃ سمیت شاة ثم اهدتها لرسول الله صلى الله عليه وسلم فاخذ رسول الله صلى الله عليه وسلم الذراع فاكل منها واكل رطمن  
اصحابه الى اخر الحديث رواه ابوداؤد والترمذی۔

اور حلال چیز کو اگر ایک جگہ بیشک مسلمان اور مشرک ہی چہ جائیکہ اہل کتاب کماؤں تو وہ  
چیز حرام اور ناجائز نہیں ہو جاتی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کافروں کو بھی اپنے ساتھ ٹہہا کر  
کھلایا ہے۔

فی مطالب المؤمنین روى النبي صلى الله عليه وسلم كان ياكل فاكاً كافر  
فقال لكل معات يا محمد فقال نعم الى اخر ما قال وسياتي ذكرها۔

اور حلال چیز کو اگر مسلمان اور اہل کتاب یا کوئی کافر ایک رکابی میں کماؤں یا ایک کا  
جوتا دوسرے کماؤں بشرطیکہ کھانے کی وقت انکا ہاتھ یا مونہ شراب یا اور کوئی حرام  
چیز میں آلودہ نہ ہو تو بھی اس چیز کا کھانا حلال اور جائز ہے کیونکہ ہم مسلمانوں کے مذہب میں  
یہ مسلم الثبوت ہے۔ کہ سوراہا انسان طاهر

لے شکوہ میں جابر سے روایت ہے کہ ایک یہودی عورت نے بکری کے گوشت میں زہر ڈلایا اور  
پھر تحفہ بھیجا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے سو یا حضرت نے اور اس میں سے کھایا اور آپ کے  
چند اصحاب نے بھی کھایا۔ روایت کیا اس حدیث کو ابوداؤد اور ترمذی نے

لے مطالب المؤمنین میں روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کماہے تھے کہ ایک کافر آیا اور کماہیں  
ساتھ آپ کے کماؤں اسے مجھ آپ نے فرمایا کہ ہاں۔

تھے جوتا آدمی کا پاک ہے۔

سئل مولانا شاہ عبدالغزیز المحدث الدہلوی راجعہ اللہ علیہ عن هذا فافتي  
بحوازه وهذه العباره مذکور فقواہ۔

وحکم طعام الکفار من المشرکین والمواکلتہ مع الاککیرین علی سفرہم و فی اوانہم  
ان کان مع ظہود منکر الخمر الخنزیر و اوانی الذهب والفضة والتلطيخ بالنجاسة  
کاحشاء البقر غیرہا و نهمۃ المجوس حرام وان كانت الایۃ اللتی یاکل فیہا المسلم  
خالیۃ عن النجاستہ لان ذلک مشارکۃ معہم فی شعائرہم وان خلا عن ہذا المفا  
فہو مباح بشرط الطہارۃ انتہی۔

نور علی کتاب کے اہل کائنات کے اہل کائنات کے ساتھ ایک جگہ ٹھیکہ کرنے میں  
کوئی غلطی شرعی نہیں فی نفسہ طلال و مباح ہے باقی را عدم جواز لغیرہ چنانچہ اب ہم اُن تمام شہوتوں  
جسے سبب ہندوستان کے مسلمانان شہتہین بالسنو و طعام اہل کتاب کو اور اُن کے ساتھ  
مواکلت کرنا ناجائز بتاتے ہیں رفع کرتے ہیں۔ ومن اللہ التوفیق

۱۷ پوچھا گیا شاہ عبدالغزیز محدث دہلوی سے حرمتہ اللہ علیہ اسکا فتویٰ توفیقی دیا جسکے جواز پر کیا  
کہ یہ فتویٰ موجود ہے نئے فتاویٰ میں اور جو عبارت اس فتویٰ کی ہے اسکا ترجمہ یہ ہے اور حکم طعام کفار  
مشرکین کا اور حکم کھانیا ساتھ انگریزوں کے دسترخوان پر اور ان کے برتنوں میں یہ ہے کہ  
اگر مرد سے ساتھ نہ ہو کسی برائی کے مانند مشرب یا سوئے کے اور برتن سونے اور چاندی کے اور لوہے  
کے ساتھ نجاستوں کے جیسا کہ اوپر گائے وغیرہ کا اور زمرہ مجوس کے تو حرام ہے اگرچہ ہوسے وہ  
برتن کہ جس میں مسلمان کھاتا ہے خالی نجاست سے کیونکہ یہ شدت ہے انکے شعاریں اور اگر خالی ہو  
ان برائیوں سے تو مباح ہے بشرط پاک ہونیکے تمام ہواکلام انتہی۔

۱۸ اور ائمہ سے ہے توفیق۔

الشجۃ الاولى بعض لوگ کہتے ہیں کہ زمانہ حال کے انگریز اہل کتاب میں داخل نہیں ہیں اسلئے کہ اس زمانہ کے انگریز اپنی کتاب پر نہیں چلتے اور اسکے حکمو کو نہیں مانتے تین خدا بتاتے ہیں اور چھلی کتابیں توریت و انجیل کی تھیں انکو بدل ڈالا ہے پھر یہ لوگ کس طرح اہل کتاب ہو سکتے ہیں۔

مگر یہ سمجھ صحیح نہیں ہے اسلئے کہ یہ بات ہر کوئی جانتا ہے کہ تمام قرآن مجید میں اول سے آخر تک اور تمام حدیثوں میں جہاں کہیں لفظ اہل کتاب کا آیا ہے اُس سے یہود اور نصاریٰ مراد ہیں اور اس آیت میں بھی جو لفظ الذین او تو الکتاب آیا ہے اُس میں بھی یہود و نصاریٰ مراد ہیں چنانچہ ریضادی میں لکھا ہے وَلِیَعْلَمَ الذِّیْنَ اَوْتُوا الْکِتَابَ الْیَہُودَ وَالنَّصَارَیَ۔

علاوہ اسکے بہت صاف بات ہے کہ حضرت موسیٰ کی اُمت پر توریت اور حضرت عیسیٰ کی اُمت پر انجیل اُتری تھی پھر جو لوگ اپنے تئیں حضرت موسیٰ یا عیسیٰ کی اُمت میں سمجھتے ہیں یا انکا تابع جانتے ہیں اور اپنے تئیں یہودی یا عیسائی کہتے ہیں گو ان کے افعال اور عقائد کیسے ہی ہوں وہ انہیں میں داخل ہیں جن پر کتاب اُتری تھی جیسے کہ ہم مسلمانوں میں بہت سے فرقے ہیں یہاں تک کہ ایک دوسرے کو کافر بتلاتا ہے اور وہ سب اپنے تئیں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں سمجھتے ہیں پس تمام فرقے اہل القرآن میں یعنی اہل قرآن اُترا ہے انہیں سے کسی فرقہ کو باوجود اسقدر اختلاف افعال و عقائد کے کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ وہ اہل قرآن نہیں ہیں اسی طرح تمام یہود و نصاریٰ کو ان کے افعال اور عقائد کیسے ہی ہوں اہل کتاب ہونے سے خارج نہیں ہو سکتے

علاوہ اسکے ایک اور بات غور کرنے کی اور سمجھنے کی ہے کہ خدا تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے اور عام میں وہ لوگ جنکو کتاب دی گئی ہے وہ یہود و نصاریٰ ہیں۔

اور نصاریٰ دونوں کا ذکر فرماتا ہے اور جب قدر عیب اور برائیاں کہ حال کے یہود و نصاریٰ میں اب موجود ہیں وہ سب بیان فرمائی ہیں۔

چنانچہ یہودیوں کی نسبت فرمایا ہے۔ **وَقَالَتِ الْيَهُودُ عِزِّيْنِ ابْنِ اللّٰهِ**۔

اور یہود و نصاریٰ کے حق میں ربّ ربّ تعریف کے فرمایا کہ **يُحْرَفُونَ الْكَلِمَةَ عَنْ مَوْجِهٍ** اور یہ بھی فرمایا کہ **فَوَيْلٌ لِلَّذِينَ يَكْتُمُونَ الْكِتَابَ** باید یہ اسم شمع یقولون **هَذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ** لیستروا بہ ثمنًا قلیلًا۔

اور نصاریٰ کے حق میں در باب اُن کے اعتقاد تثلیث کے حضرت عیسیٰ کو خطاب کر فرمایا۔ **يَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ** انت قلت للناس اتخذني وامی الہین من دون اللہ **قَالَ سُبْحَانَا مَا يَكُونُ لِيْ اَنْ اَقُولَ مَا لَيْسَ لِيْ بِحَقِّ اَنْ كُنْتُ قُلْتُ فَقَدْ عَلِمْتَ تَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِيْ وَلَا اَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِكَ اِنَّكَ انت علام الغیوب** ما قلت **اِلهَمِ الْاِلَٰهَ اَمْ تَنْتَیْبُ اِنْ اَعْبَدُوا اللّٰهَ رَاجِیْ وَرَبِّ كَمْ وَكُنْتَ عَلَیْهِمْ شَهِیدًا** ما دمت فیہم فلما توفیتنی **كُنْتُ اَنْتَ الرَّقِیْبُ عَلَیْهِمْ** وانت علی كل شیء شہیدان تعالٰی بضم فاعلهم عبادك **وَ اِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْغَنِیْمُ الْحَكِیْمُ**۔

۱۔ اور کہا یہود نے عزیز مٹا ہے اللہ کا۔

۲۔ پیرتے ہیں کل کو ان کی جگہ سے۔

۳۔ سوزا ہی ہے اُگلی جو لکھتے ہیں کتاب اپنے اُتھ سے پرکتے ہیں یہ اللہ کے پاس سے ہے کریں اس پر مول توڑا۔

۴۔ اے عیسیٰ مریم کے بیٹے تو نے کہا لوگوں کو کہ تمہارا مجھ کو اور میری ماں کو دو معبود سوا سے اللہ کے کہا تو پاک ہے مجھ کو نہیں لائق تھا کہ وہ کموں جو مجھے کسانہ تھا اگر مینے یہ کہا ہوگا تو تجھ کو معلوم ہوگا تو جانتا ہے



اور اسی باب میں ایک جگہ یہ فرمایا تھا کفر الذین قالوا ان الله ثالث ثلاثة وامر الله واحدا ان لم يتبرعوا عما يقولون لیمن الذین کفروا منهم عذاب الیم۔

اور اسی باب میں ایک اور جگہ طرح فرمایا۔ یا اهل الکتاب لا تغلوا فی دینکم ولا تقولوا علی الله الا الحق انما المسیح عیسیٰ بن مریم رسول الله وکلّمه القہا الی مریم وروح منه فامسوا بالله ورسوله ولا تقولوا ثلثة انہموا خیر الکما انما الله الواحد احد بحدہ ان یکون لہ ولد لہ ما فی السموات وما فی الارض وکفہ بالله وکیلا۔

اور نصاریٰ کے حق میں حضرت عیسیٰ کو خدا کہنے کی نسبت خدا تعالیٰ نے یہ فرمایا تھا کفر الذین قالوا ان الله هو المسیح ابن مریم وقال المسیح یا بنی اسرائیل عیسیٰ بن ماریہ

بقیہ حاشیہ۔ میرے جی کی اور میں نہیں جانتا تیرے جی کی تو ہی جانتا ہے چسپ بات سے نہیں کہا انکو کہ تو سے تم کو کہا کہ ہندگی کرداد کی جو رب ہے میرا اور تمہارا اور میں ان سے خیر دار تھا جب تک ان میں میں رہا چپ ہوتا ہے مجھے لے لیا تو تو ہی ہے خبر کتنا انکی اور تو پر چیز سے خبر دار ہے اگر تو انکو غدا اب کرے تو بندے تیرے میں اور اگر انکو معاف کرے تو تو ہے زبردست حکمت والا۔

لے بیشک کافر جو ہے جنہوں نے کہا اللہ ہے تین میں کا ایک اور ہندگی کسی کو نہیں بتا مگر ایک معبود کو اور اگر نہ چھوڑینگے جو بات کہتے ہیں البتہ جو ان میں منکر میں پاویں گے دیکھ کی مار۔

۱۵۔ اے کتاب والو مت بجا لکھ کر اپنے دین کی بات میں اور مت بولو اللہ کے حق میں مگر بات تحقیق کی مسیح جو ہے عیسیٰ مریم کا بیٹا رسول ہے اللہ کا اور اس کا کلام جو ڈال دیا مریم کی طرف اور روح ہے اُسکے ان کی سوانہ کو اور اُسکے رسول کو اور نہ بتاؤ نہ کہو تین یہ بات چھوڑو کہ پہلا جو تمہارا اللہ جو ہے سو ایک معبود ہے اس لایق نہیں کہ اُس کے اولاد ہو اسی کا ہے جو کہ آسمان و زمین میں ہے اور اللہ جس ہے کام نہایت والا۔

۱۶۔ بیشک کافر جو ہے جنہوں نے کہا اللہ وہی ہے مسیح مریم کا بیٹا اور مسیح نے کہا کہ اسے جی اسرائیل ہندگی کر دے گا جو ہے بڑا اور

اور ان کے شراب پینے اور سونہر کمانیکا ذکر بہت سی حدیثوں میں موجود ہے چنانچہ  
ابوداؤد میں جو حدیث ثانیہ اہل کتاب کی ہے اس میں ہے۔ ہم شہر بن اکھم و یطیفون فی  
انیتسم اکھمہا۔

غرض کہ جو جو کچھ افعال و عقائد زمانہ حال کے نصاریٰ کے ہیں وہ سب اس وقت کے نصاریٰ  
کے ہی تھے اور باوجود ان سب باتوں کے اللہ تعالیٰ نے انکو اہل کتاب فرمایا ہے علی انھم  
اس اخیر آیت میں ان کے اعتقاد و تثلیث کا ذکر کیا ہے اور ہر جہی انکو اہل کتاب لکھ کر مخاطب  
کیا ہے پس زمانہ حال کے نصاریٰ باوجود ان تمام افعال اور عقائد کے جو وہ کہتے ہیں اہل کتاب  
میں داخل ہیں بلکہ زمانہ حال کے بعض فرقے نصاریٰ کے جیسے پروٹسٹنٹ اس زمانہ کے نصاریٰ  
سے بہت اچھے ہیں اس زمانہ کے اکثر نصاریٰ رومن کیتھولک تھے صلیب کو اور حضرت عیسیٰ  
علیہ السلام کی صورت کو پوجتے تھے پروٹسٹنٹ ایسا نہیں کرتے اور بعض فرقے عیسائیوں  
کے ابا و اسیہ میں جو موصد میں اور وہ فرقہ جو یونی ٹرین کے نام سے مشہور ہے اور جو ایک  
خدا مانا ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نبی بتاتا ہے ان کے عقائد میں نسبت نبوت حضرت  
عیسیٰ علیہ السلام کے ذرا فرق نہیں ہے۔

علاوہ اسکے ہمارے اس کے قہمانے انہیں نصاریٰ کے ذبیحہ کو حلال بتلایا ہے  
جو تثلیث کے قائل میں اور صاف اسکی تصریح کر دی ہے کہ اگر نصاریٰ وقت ذبیحہ کے تصریح  
کریں۔ بسم اللہ الذی ثالث ثلاثہ تو وہ ذبیحہ حرام ہوگا ورنہ حلال چنانچہ فتاویٰ عالمگیری کی  
کتاب الذبائح میں لکھا ہے۔ الا اذ انص فقال بسم الذی هو ثالث ثلاثہ فلا یحل و ما

۱۵۔ دے لوگ پیتے ہیں شراب اور پکاتے ہیں اپنے برتنوں میں سور۔

۱۶۔ ساتھ نام اس اللہ کے کہ وہ تیسرا ہے تین میں کا۔

اِذْ اَسْمِعْ مِنْهُ اِنَّهٗ يَسْمِعُ الْمُسِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَهٰذَا اَوْسَمٰى اللّٰهُ سَجَانًا وَوَسَمٰى الْمُسِيْمَ  
 لَدِيْكَ اِلٰذْ يَجِيْئُكَ۔ پس اگر سبب عقیدہ تثلیث کے نصاریٰ مشرکوں میں داخل ہوتے تو کیونکر ان کا  
 زوجیہ حلال ہوتا۔

الثبتہ الثانیہ طعام کے لقمے میں گوشت اور زچہ کیونکر داخل ہے۔  
 بلاشبہ داخل ہے اسلئے کہ طعام کے معنی لغت میں گہوں کے اور تمام کھانے  
 کی چیزوں کی ہیں گوشت ہو یا غلہ ہو مگر اصل کتاب کے غلہ میں اور ان کی پاس جو گوشت ہو اس کے  
 حلال نہیں تو کچھ شبہ تھا ہی نہیں بلکہ اگر شبہ تھا تو اس 'ت میں شبہ تھا کہ جس حلال جانور کو  
 اہل کتاب نے مرنے کی کیا ہوا اس کا گوشت بھی حلال ہے یا نہیں اور آیت و طعماء الذین اوتوا الکتاب  
 اُسی کی حالت کے لئے نازل ہوئی تھی اسلئے تمام مفسرین نے طعام کے معنی اہل کتاب کا ذبايح  
 اور تمام کھانے کی چیزیں لئے ہیں۔

چنانچہ تفسیر کشاف میں لکھا ہے و طعماء الذین اوتوا الکتاب قیل هو ذبايحهم وقیل  
 جميع مطاعمهم ویستوی فی ذلک جميع المضامری

اور تفسیر نیشاپوری میں ہے و طعماء الذین اوتوا الکتاب اصل لکما لا کثرون علی ان المراد  
 بالطعام الذبايح لان ما قبل الاية فربما ان الصید الذبايح و لان ما سوی الصید

متعلق ہے ۱۰۔ مگر جب ظاہر کیا پس کما ذبح ہے بنام اس اس کے کوہ تیسرے تین میں کا تو نہیں حلال ہے  
 پر جبکہ سنا جات کہ اس نے صرف مسیح علیہ السلام کا نام لیا یا الہ سبحانہ اور مسیح کا نام لیا تو نہ کما یا یا و زچہ اس کا  
 لہ او کما ان کا بروسے گئے ہیں کتاب۔

۱۱۔ اور کما ان لوگوں کا جنکو دی گئی کتاب کما گیا ہے کہ وہ (یعنی کما) ذبايح ان کتاب اور کما گیا ہے تمام  
 کھانے ان کے اور برابر میں اس حکم میں سب نصاریٰ ۱۲۔ اور کما ان کا جنکو دی گئی کتاب حلال ہے

والذی یخرج حلالاً قبل ان کانت لاهل الکتاب وبعد ان صارت لاسم فلا تتبع لتخصیصها  
 لاهل الکتاب فایده عن بعض ائمتہ السربہ ان المراد هو الخبز والفاکہ وما لا یحتاج منه  
 الی الزکوۃ وقیل انه جمیع المطعومات۔

او تفسیر ضیاء می میں ہے و طعام الذین او تو الکتاب حل لکم یتناول الذبائح وغیرہا  
 او تفسیر معالم الشریعہ میں ہے و طعام الذین او تو الکتاب حل لکم یرید ذبائحہم  
 والنصارى

غرض کہ طعام کے لفظ میں ذبائح اور وہ گوشت جو زکوۃ سے حاصل ہوا ہو اور ہر قسم کا  
 کما داخل ہے۔

الشبهة الثالثة بعض لوگ ذبیحہ میں شبہہ کرتے ہیں اور یہ بات کہتے ہیں کہ ذبیحہ  
 سے جانور اس وقت حلال ہوتا ہے جس وقت کہ اسی طرح ذبیحہ کیا جائے کہ جس طور مسلمان کے ہاں  
 ذبیحہ ہوتا ہے اور انگریزوں کے ہاں جو گوشت ہوتا ہے یہ بات معلوم نہیں ہوتی ہے کہ کھگو

بقیہ حیات یہ واسطے ہمارے اکثر علماء اس پر متفق ہیں کہ مراد طعام سے ذبائح ہے اسلئے کہ وہ آیت جو اس  
 آیت سے پہلے ہے بیچ بیان شکار کے اور ذبائح کے ہے اور اسلئے کہ سب چیزیں سو اسے شکار اور ذبائح  
 کے حلال کی گئی ہیں پہلے اس کے کہ یہودی وہ اہل کتاب کی اور بعد اس کے کہ ہو گئیں واسطے ان کو  
 پس نہ باقی را واسطے خاص کرنے انکے اصل کتاب کے لئے کچھ فائدہ اور بعض ائمہ سے روایت ہے کہ ہر  
 اس میں یہ ہے کہ مراد طعام سے صرف روٹی اور میوہ اور وہ چیز ہے کہ حاجت انکی ذبیحہ کی نہیں ہے اور یہ بھی کہا  
 گیا ہے کہ مراد طعام سے سب کھانے کی چیزیں ہیں۔

لے اور کما نان لوگوں کا جنکو دی گئی کتاب حلال ہے ہمارے لئے شامل ہے ذبائح اور غیر ذبائح کو۔

لے اور کما نان لوگوں کا جنکو دی گئی کتاب حلال ہے ہمارے لئے مراد ہے ذبائح یہود اور نصاریٰ سے۔

ذبح ہی کیا ہے یا نہیں کیونکہ اکثر انگریز جانور کو بغیر ذبح کئے ہوئے گردن مروڑ کر یا سر توڑ کر مارتے ہیں اور اگر ذبح کیا ہو تو یہ نہیں معلوم ہوتا کہ اُسکو موافق قاعدہ مسلمانوں کے ذبح کیا ہے یا نہیں اور اگر موافق قاعدہ مسلمانوں کے ہی ذبح کیا ہو تو کسی اہل کتاب نے ذبح کیا ہے یا نہیں کیونکہ انگریزوں کے ہاں اس بات کی بھی کچھ احتیاط نہیں کہ جانور کو اہل کتاب ہی مارے۔

اس شبہ کا جواب ہم کئی صورت سے دیتے ہیں اول تو یہ صورت ہے کہ ہندوستان میں اس شبہ کو پیش کرنا بیجا ہے اسلئے کہ وہی قصائی اور وہی ذابح جو ہمارے کھانے کے لئے جانور ذبح کرتے ہیں وہی انگریزوں کے ہاں ذبح کیا ہوا گوشت دیتے ہیں اور اگر یہ نہ ہو تو بھی اس قسم کا شبہ کرنا توہمات میں داخل ہے کیونکہ طعام اہل کتاب کا مبض صریح خدا تعالیٰ نے ہم پر حلال کر دیا ہے اور یہ بات کہ وہ ذبح ہوا ہے یا نہیں امر مشتبہ ہے اور اصول کا مسئلہ ہے کہ یقین مشتبہ سے زائل نہیں ہوتا۔

علاوہ اسکے ابو داؤد میں باب اللہم لا یدری اذکر اسماء علیہ ام لا حضرت عائشہؓ یہ حدیث مذکور ہے انہم قالوا یا رسول اللہ ان قومک یشاعرون بیجاہلیۃ یا تو تنالہما ان لا یدری اذکر اسماء علیہا ام لم یدکر انما کل منھا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سموا اللہ وکلوا۔

اگرچہ یہ حدیث نو مسلموں کے باب میں ہے لیکن جبکہ اہل کتاب کا ذبح کیا ہوا گوشت کھانا ہے

لئے باب اُس گوشت کا کہ معلوم نہ ہو کہ آپؐ نام نہ اذکر جوابتے یا نہیں۔

اسلئے انہوں نے کہا یا رسول اللہ ہر لوگ کہنے میں متددالے میں ساتھ با حدیث کے، یعنی ابن مسلمان ہونا میں الاسے میں گوشت ہم نہیں بکتیں کہ آپؐ اس کا نام انہوں نے یا نہیں کیا یا نہیں یہ گوشت جو انہوں نے کھا تو یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نام اس کا لیا اور کھانا۔

درست ہے جیسا کہ مسلمان کا تو اسوقت اس بات کے نہ معلوم ہونے کے کیا بموجب قاعدہ کے  
فوج ہو ہے یا نہیں اسکا کمانا جائز نہیں ہے۔

فی العالمگیری لا یس بطعام الیہود والنصارى کل من الذبائح و غیرہا فیہ انما لوکل  
ذبیحۃ الکتابی اذا لدینہا ذبیحۃ ولہ یسمع من شیء او شہد یتبع منہ تسمیۃ اللہ تعالیٰ  
رسنہ لانہ اذا لدینہ منہ شیء یحل علیہ قل ہی اللہ تعالیٰ تحینا للظن بہ کما بالمسلمین  
دوسری صورت یہ ہے کہ اصل کتاب کا ذبیحہ ہمارے لئے خدا تعالیٰ نے حلال کیا ہے پس جس طرح  
کرنے کے نزدیک اور ان کے مذہب میں جانور کی زکوۃ درست ہے وہی انکا ذبیحہ ہے اور اسی کا  
کمانا ہم مسلمانوں کو حلال ہے یہاں تک کہ اگر اصل کتاب کسی جانور کی گردن توڑ کر مار ڈالنا یا سر پیٹ کر  
مار ڈالنا زکوۃ سمجھتے ہوں تو ہم مسلمانوں کو اسی کا کمانا درست ہے۔

سب سے اول اور بہت بڑی سند سہبات کے لئے ابو داؤد کی حدیث ہے باب ذبائح  
اہل کتاب میں اور حضرت ابن عباس سے روایت ہے قال فکلوا مما ذکر اسم اللہ علیہ  
ولما کلا مما لہ یدکر اسم اللہ علیہ ففسخ واستثنیٰ من ذلک فقال طعام الذین اوتوا الکتاب لکم

لہ عالمگیری میں ہے کچھ ضائقہ نہیں طعام میں یہود اور نصاریٰ کے قسم کے کیا نہیں ذبائح یا غیر ذبائح اور عالمگیری  
میں ہے کمانا جانور کے ذبیحہ کتابی کا اسوقت ہی کہ نہ موجود ہوں اس کے فوج کیوقت اور نہ سنا ہو اس سے کچھ یا موجود  
ہوں اسوقت اور نہ سنا گیا ہو اس سے نام لینا اسہی کا کیونکہ جب نہ سنا گیا ہو اس سے کچھ تو عمل کریں گے کہ اسے  
یشک اللہ کا نام لیا بسبب حسن ظن کے ساتھ اس کتابی کے جیسا کہ مسلمان کے ساتھ چاہئے۔

لے کما اللہ تعالیٰ نے پس کما و تم اس جانور کو کہ ذکر ہو اس پر نام اللہ کا اور نہ کما وہ کہ اس پر نہیں ذکر ہے  
اللہ کا سو فسوخ کیا اسکو اللہ نے اور ہستنا کیا اس میں سے تو فرمایا اللہ نے کمانا ان لوگوں کا کہ جنکو وہی گئی  
کتاب حلال ہے تمہارے لئے اور کمانا تمہارا حلال ہے ان کے لئے۔

و لھا مکھل اھم اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ اہل کتاب کے فوج میں موافقت ہمارے قواعد  
فوج کے شرطیں ہیں۔

دوسری یہ دلیل ہے کہ جو احکام حلال و حرام کے ہمارے مذہب میں ہیں اہل کتاب ان  
کے مکلف نہیں ہیں بلکہ وہ صرف ایمان لانے کے مکلف ہیں پس جبکہ اہل کتاب کا دین خدا تعالیٰ  
نے ہر حلال کر دیا ہے تو اس میں یہ شرط کسی طرح نہیں لگ سکتی کہ جس طرح فوج کا حکم مسلمانوں  
کے لئے ہے اسی طرح وہ بھی فوج کیا کریں یہاں تک کہ بعضی ردائیوں میں آیا ہے کہ اہل کتاب  
حضرت مسیح کا نام لیکر فوج کریں تو یہی اسکا کما اورست ہے۔

فی اللہ ولود یھودی او نصرانی علی اسم غیر اللہ کا نصرانی یذبح باسم المسیح  
فاختلفوا فیہ قال ابن عمر لا یحل وهو قول ربیعہ وذهب اکثر اهل العلم انہ یحل وهو قول  
الشعبہ وعطاء والذہری ومکحول سئل الشعبہ والعطاء عن النصرانی یذبح باسم المسیح قال  
یحل فان الله تعالى قال احل ذبايحهم وهو لعلہ فایقولون وقال الحسن اذا ذبح الیہ یھودی او نصرانی  
فذكر اسم غیر اللہ وانت تسمعه فلا تاكله فاذا غاب عنک فکل فقد احل الله ذالک

لہ معاملہ میں ہے اور اگر فوج کیا یہودی یا نصرانی نے بنام غیر خدا مثلاً نصرانی فوج کرے ساتھ نام  
مسیح کے تو اختلاف ہے اس میں امام ابن عمر نے کہا کہ حلال نہیں اور یہ ہی ہے قول ربیعہ کا اور گئے ہیں  
اکثر علماء اس طرف کہ حلال ہے اور یہ قول ہے شعبی اور عطاء اور زہری اور مکحول کا سوال کیا گیا شعبہ اور  
عطاء سے کہ ایک نصرانی جو فوج کرے بنام مسیح علیہ السلام کے پس کیا حکم ہے انہوں نے کہا کہ حلال  
ہے کیونکہ حلال کرنے والا تعالیٰ نے ان کے ذریعہ اور اللہ خوب جانتا ہے کہ نصرانی فوج کی وقت کیا کیا کرتے  
ہیں۔ ان میں سے بھی نے کہا کہ جب یہودی یا نصرانی فوج کرے اور نام ایسا ہو جو خدا کا اور تو سن یہ کہ تو نہ  
کھا تو نہ پیا اور اگر یہ مسلمان نے فوج نہ کرے تو کھا دیکھ کہ یہ کھا نہ کھا کیا ہے

گر ہمارا اہل ایک وجہ خاص سے اس روایت پر نہیں ہے اور نہ اسپر ہم عمل کر نیکی اجازت دیتے ہیں اور نہ اسپر زیادہ بحث کر نیکی ضرورت سمجھتے ہیں کیونکہ کوئی انگریز کسی ملک میں کسی جانور کو باسم المسیح ذبح نہیں کرتا۔

تیسرے یہ کہ اگرچہ حنفی مذہب کی کتابوں میں اس مسئلہ کی زیادہ تفصیل نہیں ہے الا مالکی مذہب کی کتابوں میں بہت تفصیل ہے جو اس مقام پر لکھی جاتی ہے۔

تفسیر امام ابن العربی میں تحت تفسیر آیت و طعام الذین اوتوا الكتاب میں لکھا ہے۔  
سئل عن النضرانی قتل عند الدجاجة ثم يطبخها هل تؤكل معه او تخذ منه طعاماً  
قلت تؤكل الا طعامه وقد لبتنا نه سرحا نه وان لم تكن هذه نركوا اة عننا ولا  
كن الله ابلع طعامهم مطلقاً وكلما راينا ه حلالاً لهم بمائدتهم فهو حلال لنا الا ما  
ورد نص في حرمة انتھ كلامه باختصار۔

اسکے سوا میا میں لکھا ہے سئل عن ابو عبد الله الجار عما ذكره ابن العربي عند  
قول الله تعالى و طعام الذین اوتوا الكتاب حل لکم اذا سئل عن النضرانی فی سئل عن  
له اور کما انکا جنکو دی گئی ہے کتاب۔

تھ پہچا گیا مجھے کہ نصرانی جو قتل کرے مرغی اور پکائے اسکو تو آیا کما فی جاوے ساتھ اس نصرانی کو  
یا لیا جاوے اس میں سے کچھ کمانے کے لئے تو میں نے کہا کہ کما فی جاوے کیونکہ وہ کما ہے نصرانی کا  
اور جائز کیا ہے اسکو علمائے اگرچہ نہیں ہے یہ ذبح ہمارے یہاں اگر امہ نے مباح کر دیا ہے اسکا کما  
مطلقاً اور جو کما نہ دیکھیں ہم ان کے سے حلال ان کے دسترخوان پر تو وہ حلال ہے ہمارے لئے  
الا وہ کما نہ وارو ہوا ہے صریح حکم اسکی حرمت کا تمام ہوا کلام اسکا بالاختصار۔

تھ پہچا گیا ابو عبد الله الجار سے وہ مسئلہ کہ ذکر کیا ہے اسکا ابن العربی نے پاس قول اللہ تعالیٰ کے



الرجاجۃ ثم يطبخها هل توکل معها أو تؤخذ منه طعاماً فقال توکل لا تخالطها معه وحل ذلك  
قول في المبدؤة يجوز الفتوى به أم لا وهل يجوز للإنسان في خاصة نفسه أن  
يصمك ويحل به أم لا وقال بعد ذلك كلاماً ونداه حلالاً في دينهم فهو حلال  
لنا إلا ما ورد نص في حرمة فاجاب وقفت على السؤال في مسئلة فأت النصارى  
رقبة الرجاجۃ هل ياكلها المسلم معه أو يأخذها منه طعاماً فأتى القاضي بـ العبي  
يجوز ذلك ولعنزل الطلبة والشيخ تستشكها ولا إشكال فيها عند صاحب الشا  
لأن الله تعالى أباح لما طعم معهم الذي يستخفونه في دينهم على الوجه الذي  
شرح ولا يشترط أن تكون مأكولهم موافقة لآلات الحيوان المذكى ولا يستثنى  
الزجاجه الله علينا على الخصوص كما خففه ان كان من طعام معهم ويستحلون بالزكاة  
التي يستحلون بها بياضه الانعام وكالميتة وأما ما لعينهم علينا على الخصوص فهو مباح لنا

اور کما انکا جنکو دی گئی کتاب حلال ہے تمہارے لئے جبکہ سوال ہوا ان سے بابت اس نصرانی کے کہ کما  
یوے گردن مرغی کی اور پکاوے اسکو تو کمائی جاوے وہ مرغی ساتھ اس نصرانی کے یا لیا جاوے  
اس میں سے کچھ کما نیکو تو کما ابن العربی نے کہ کمائی جاوے کیونکہ وہ کما ہے نصرانی کا اور کیا یہی حکم  
ہے کتابوں میں فتویٰ دینا اسپر جائز ہے یا نہیں اور کیا جائز ہے انسان کو کہ خاص اپنے لئے اسپر  
اعتنا کرے اور عمل کرے اور کما ہے ابن العربی نے بعد اس قول کے سب چیزیں کہ حلال جانتے  
میں وہ لوگ اپنے دین میں حلال میں ہکو سوائے اسکے کہ حکم آتا ہے اسکے حرام ہونیکا۔ تو جواب دیا ابو  
عبد اللہ البعانی نے کہ واقف ہو میں اس سوال سے بیچ مسئلہ توڑ دے نصرانی کے گردن مرغی کی کہ  
کماوے مسلمان وہ مرغی ساتھ اس نصرانی کے یا یوے اس میں سے کچھ کما نیکو سو فتوے دیکھئے میں  
قاضی ابن العربی اس کے جواز کا اور غالب علم اور مشائخ ہمیشہ اسکے مشبہ میں رہتے ہیں اور

کسائر اطعمہم وکلما یفتقر الی الزکوۃ من الحيوانات فاذا ذکاہ علی مقتضی دینہم حل لنا اکلہ ولا یشترط فی ذلک موافقۃ ذکوۃنا لذلک وذلک لیس خصہ من اللہ تعالیٰ ویفسر علینا فاذا کان الذکوۃ مختلفۃ فی شرعنا فتکون ذبحا فی بعض الحيوانات ونحر فی بعض وعقر فی بعض وقطع عضو الراس وشبهہ لکما ہی ذکوۃ افراد او وضع فی ملء حار وذلک فی الحکم فان کان الاختلاف موجودا بالنسبۃ الی الحيوانات فی شرعنا فلذلک قد یشترط فی شرع غیر ملنا سئل عن ذبح الحيوان علی وجہہ الذکوۃ فاذا فغل الکنا

(باقی حاشیہ) حال یہ ہے کہ کچھ شبہ نہیں ہے نزدیک صاحب شامل کے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے فرمایا ہمارے لئے ان کا سب کما انکہ جبکو حلال جانتے ہوں وہ لوگ اپنے دین میں جس طرح پرکھیں وہیں میں حکم شرع ہے اور نہیں ہے یہ شرط کہ ذبح انکا ہمارے ذبح کے موافق ہو اس حیوان حلال کے ہونے میں اور ان کا کوئی کما اس حکم سے مستثنیٰ نہیں ہے سوائے ان چیزوں کے کہ خاص ہم پر اللہ نے حرام کی ہیں مثلاً سوزا گرچہ ہے انکا کما اور حلال کرتے ہیں اسکو ساتھ ایسے ذبح کے کہ جس سے حلال کرتے ہیں چوپایں کو اور مثلاً مردار کو رہ چیزیں کہ حرام نہیں خاص ہم پر مباح میں ہم کو بھیہ کہ سب کما ان کے کہ حلال میں اور جتنے جائز کہ حاجت ان کے ذبح کی ہوتی ہے جب ذبح کریں اسکو موافق اپنے دین کے تو حلال ہے ہکو اسکا کما اور نہیں شرط ہے ہمیں کہ انکا ذبح موافق ہو ہمارے ذبح کے اور یہ اجازت ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور آسانی ہے ہم پر پس جبکہ ہے ذبح ہماری رعیت میں مختلف قسم پر کہ بعض حیوان کا ذبح ہے یعنی گلا کا ٹنا اور بعض کا خیر یعنی سینہ کا ٹنا اور بعض کا عقر یعنی زخمی کرنا اور بعض کا سر وغیرہ اعضا کا کاٹنا جیسے کہ ذبح افراد کی ہے یا ڈالنا گرم پانی میں اور یہ اس کی راہ میں ہوتا ہے کہ چرگاہ شتر اور دریائے شور میں پیدا ہوتا ہے پس جبکہ اختلاف ذبح پر نسبت حیوانات کے ہماری رعیت میں ہوتا ہے تو ایسا ہی ہو سکتا ہے کہ ہودے اختلاف ذبح اور رعیت میں ہی

ذات الکلنا طعامہ کما اذن لنا ربنا سبحانه ولا یلیس منا ان نجث علی شریعتہم فی ذالک بل اذا راينا ذویہم یمسحون ذالک الکلنا قاضی القاضی لا یخاطبہم لاجبارہم ویرہبہم الی ان قال واما قولکم هل ذالک قول فی المذہب وهل یجوز الفتویٰ بہ ام لا فهو کلام منکر مشکل لان ظاہرہم ان ما یفتی بہ من قاضی من المسلمین ذالک ولا خلاف ان المسلم اذا سل عن الدجلۃ او غیرہا اخصامیۃ وانما کلام القاضی اذا کان المسلم مع کتابی فعل الکلنا هل یاکل المسلم ذالک الطعام ام لا فقال القاضی یجوز للمسلم ان یفعل ذالک یجوز ان یفعل لکم هل ذالک قول فی المذہب وهل یجوز الفتویٰ بہ کلام غیر محصل بل اهل المذہب کلہم یقولون ویفتون ان کل طعام اهل الکتاب حلال لنا الا ما خص من ذالک کما تم فی فہرہ المسئدۃ لما یختلف فیہا ولا یتوقف علی الفتویٰ بها ان ما وقع استشکال کلام القاضی لا اشکال فیہ اذا ما مل فیہ علی الوجہ الذی تقر بہ فی نقل صاحب الحیاء بالاختصاص

(باقی حاشیہ) توڑی گئی گردن کسی جاندار کی واسطے ذبح کرنے اُسکے کے سوا اگر کتابی نے یہ کیا ہے تو ہم کہنا گئے یہ کہنا اُسکا کیونکہ اجازت دی ہو کہ ہمارے رب سبحانہ نے اور لازم نہیں ہے کہ ہو کہ بحث کریں انکی شریعت پر یہ باب میں بلکہ جب دیکھیں ہم کہ اُنکے دیندار لوگ حلال جانتے ہیں اُسکو تو کیا یہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ قاضی نے اس لئے کہ یہ کہنا اُن کے عالموں اور اُن کے پرہیزگاروں کا ہے۔ یہاں تک کہ فرمایا قاضی نے کہ اور یہ کہنا تمہارا کہ کیا یہ قول ہے مذہب میں اور کیا اسپر فتویٰ جائز ہے یا نہیں ایک بات نہایت نا پسند اور شبہہ انداز ہے اس واسطے کہ ظاہر قول قاضی کا یہ ہے کہ وہ یہ فتویٰ دیتے ہیں اُسکو کہ آمد و رفت کرے اور معاملہ رکے اُس کے ساتھ مسلمانوں میں سے اُسکا۔ اور اس میں کچھ خلاف نہیں ہے کہ مسلمان توڑ ڈالے اگر گردن مرغی کی یا کسی اور جانور کی تو بیشک وہ مودار ہے۔ اور کلام چشمہ کا صرف اس میں ہے کہ جب مسلمان ہو کتابی کے ساتھ اور اُس کتابی نے یہ کیا تو وہ مسلمان بھی یہ کہنا اُسکا دے

اور یہ بات متفق ہو چکی ہے کہ اگر کوئی شخص مقلد کسی ایک امام کا ائمہ اربعہ میں سے کسی ایک خاص سلسلہ میں کسی دوسرے امام کی تقلید کرے تو ناجائز نہیں ہے خصوصاً ایسی صورت میں کہ اسکی نص صریح اسکے مذہب میں موجود نہ ہو پس ایسی روایت پر مذاہب اربعہ کے مقلد عمل کر سکتے ہیں۔

تیسری صورت یہ ہے کہ جو گوشت ہمارے سامنے آیا ہے نہ تو معلوم ہے کہ اسکو کسی مسلمان نے ذبح کیا ہے اور نہ یہ معلوم کہ اسکو کسی کتابی نے مطابق اپنے طریقہ کے مذکی کیا ہے اور نہ یہ معلوم ہے کہ اسکو کسی مشرک نے مارا ہے کیونکہ انگریزوں کو مشرک کے مارے ہوئے جانور کے کھانے میں بھی کچھ پرہیز نہیں ہے اور ہندوستان میں سب بات کا زیادہ تر شبہ اسلئے ہوتا ہے کہ انگریزوں کے اہل چارنگ باورچی اور خدمتگار ہوتے ہیں پس کیا تعجب ہے کہ کسی مشرک نے اُسے مارا ہو۔

اسکے جواب میں ہم کہتے ہیں کہ حقیقت اس میں کچھ شک نہیں ہے کہ مشرک کا مارا ہوا حرام ہے مگر اس شبہ پر جو بیان کیا گیا عمل کرنیکے دو طریق ہیں ایک بموجب فتویٰ کے اور ایک بطریق احتیاط کے عمل اور فتویٰ کے یہ ہے کہ جب طعام اہل کتاب کا ہمارے سامنے آیا ہے جبکو نص صریح خدا تعالیٰ نے حلال کر دیا ہے تو ہمواسات کی تفتیش کی کہ

باقی حاشیہ) یا نہیں تو فیضی نے فرمایا کہ جائز ہے مسلمان کو اس کا کھانا کیونکہ مسلمان یہ کام نہیں کرتا ہے کسی جاندار کے ساتھ عویہ کھانا تھا کہ یہ قول مذہب میں ہے اور اس کے ساتھ فتویٰ بھی جو ایک بات اصل ہے بلکہ سب اصل مذہب کہتے ہیں اور فتویٰ دیتے ہیں کہ کھانا اہل کتاب کا ہمو حلال ہے سوا اسکے کہ خاص ہے اس میں سے جیسا کہ اوپر گذرا۔ سو یہ سلسلہ ایسا ہے کہ اس میں کچھ اختلاف نہیں اور کچھ توقف اس فتویٰ کے دینے میں نہیں ہو سکتا ہے اس کے واقع ہودے اشتباہ کلام فیضی میں اور حال یہ کہ کچھ شبہ

مذہب نہیں ہو سکتا ہے اس جگہ تاال ہودے جو طوایر ثابت ہوا تمام ہوتی نقل صاحب معیار کی بالاختصار۔

کس نے ذبح کیا اور کیونکر ذبح ہوا ہے کچھ حاجت نہیں اور جب تک کہ ہکو ثابت نہ ہو جاوے کہ وہ مشرک کا مارا ہوا ہے اسوقت تک اسکے کمانے سے انکار کر لی جائے کہ کمانیکو ناجائز سمجھنے کی کوئی وجہ نہیں۔ تحسینا للطن بد کہا بالمسلمہ کما ذکرنا افغان العالمگیری لیکن جب معلوم ہو جائیگا کہ مشرک کا مارا ہوا ہے تو اب نہ اسوقت اسکا کمانا ممنوع اور حرام ہے اور طریقہ احتیاط کا یہ ہے کہ اگر ایسا شبہ یا وہم دل میں آوے تو دریافت کر لیں اگر وہ حقیقت مشرک نے قتل کیا ہو نہ کما دیں مگر اس شبہ خاص سے عموماً طعام اہل کتاب کیوں ناجائز ہوگا۔

چوتھی صورت یہ ہے کہ ہم بلا کسی بحث کے نسبت ذبح اہل کتاب کے یہ بات فرض کر لیں کہ تمام ذبائح بجز اس صورت کے کہ اسکو مسلمان نے ذبح کیا ہو یا اصل کتاب نے مسلمانوں کے تو اعدائے ذبح کے موافق ذبح کیا ہو حرام اور ناجائز ہیں تو ہی صرف اسی گوشت کا کمانا ناجائز ہو گا جو اس طرح کے ذبح سے حاصل ہوا ہے نہ اسکا جو مسلمان یا اہل کتاب مسلمانوں کے قاعدہ کے موافق ذبح سے حاصل ہوا ہو اور نہ ان چیزوں کا جن میں ذبح ہو تب ہی نہیں مثلاً مچھلی روٹی چائیل انا شیرینی وغیرہ پس صرف گوشت کی نسبت بر شخص دریافت کر سکتا ہے کہ کس طرح حاصل ہوا اسکو نہ کماوے۔

یہی طریق ہم مسلمانوں میں بھی جاری ہے جب کوئی شیعہ ہمارے دسترخوان پر آتا ہے اور ہمارے ہاں مچھلی کچی ہوئی تیار ہے تو وہ پوچھتا ہے کہ یہ فلس دار ہے یا بے فلس اگر بے فلس مچھلی ہو تو وہ نہیں کھاتا کہ اس کے مذہب میں بے فلس کی مچھلی کھانا منع ہے پس اگر ہکو بہت احتیاط ہو تو یہی طریقہ ہکو اہل کتاب کے ساتھ برتنا چاہئے۔

لے بسب حسن ظن کے ساتھ کتابی کے جیسا کہ حسن ظن ساتھ مسلمان کے ہے چنانچہ ذکر کیا ہے ابھی عالمگیری میں ہے۔

الشبهة الرابعة انگریزوں کے ہاں کمانا پکانے والے چار تک ہوتے ہیں تو ان کا پکایا ہوا کمانا کس طرح جائز ہو سکتا ہے۔

یہ شبہ ایسی صورت میں کہ مسلمانوں کے ہاں کا پکایا ہوا کمانا ہو اور انگریز شریک ہوں یا انگریزوں کے ہاں کا کمانا پکانے والے مسلمان ہوں نہیں ہو سکتا باقی یہی بات کہ کمانا پکانیوالا انگریز یا کوئی اور جو مشرکین میں سے اگر انگریز ہے تو وہ اصل کتاب ہے جس کے پکائے ہوئے کمانے میں کچھ غلطو شرعی نہیں ہے اور اگر وہ مشرک ہے تو بموجب مذہب اہل سنت والجماعت کے مشرکین میں کوئی نجاست ظاہری نہیں فی الحناية شجر الهداية قال الله تعالى انما المشركون نجس قلت النجاسة في اعتقاد مہم لا في ذاتہم۔ پس جس طرح کہ ہم لوگ بلا کسی تردد و تامل کے ہندوؤں کے ہاں کا پکایا ہوا کمانا اور حلوایوں کی مٹائی کمانے میں اسی طرح اسکو بھی کمانے جیسا احتمال سہا بات کا ہے کہ اُسے انگریز یا مشرک پکانے والے نے پکانے میں بے احتیاطی کی ہو اس سے بہت زیادہ احتمال حلوایوں کی مٹائی اور وہ اور ہندوؤں کے پکے ہوئے کمانے میں ہے خصوصاً اس کمانے میں جو چو کہ میں بنایا گیا ہو کہ بدون گوہر کے لینے کے چو کہ ہو نہیں سکتا پس جبکہ ہم ان کے ہاں کے کمانے میں کچھ تامل نہیں کرتے تو انگریزوں کے ہاں کمانے میں اگر اسکو کسی مشرک نے پکایا ہو کیوں تامل کریں گے لان کل ذلک محکوہ بطہا حتی یقن بنجاستہا۔

لے غایہ شرح ہدایہ میں ہے فرمایا اللہ تعالیٰ نے صرف مشرکین ناپاک ہیں۔ کتا ہوں میں نجاست ان کے اعتقاد میں ہے نہ انکی ذات میں۔

لے کیونکہ اس سب کے پاک ہونے کا حکم ہے جب تک کہ یقین انکی نجاست کا ہو دے۔

جناب مولانا شاہ عبد الغزیز رحمۃ اللہ علیہ سے اسی مسئلہ کی مانند ایک فتویٰ چھاپا گیا اور انہوں نے جواز کا فتویٰ دیا چنانچہ وہ فتویٰ بعینہ نقل کیا جاتا ہے۔

قَوْلُ الْمُسْتَفْتَى قَالُوا لَوْ أَنَّ الْأَدْوِيَةَ الْمُرَكَّبَةَ الرُّطْبَةَ الَّتِي يَصْنَعُونَهَا أَهْلُ الْحَرْبِ فِي دَارِهِمْ مِنْ الْأَدْهَانِ وَمِثْلِهَا الْأَشْيَاءُ وَغَيْرِهَا هَلْ يَحْزُرُ اسْتِعْمَالُهَا لِلْمُسْلِمِينَ فِي دَارِ الْأَسْلَمِ مِنْ عِيْرِضٍ وَرَقَةٍ شَدِيدَةٍ تَبِيحُ الْمَخْطُورَاتِ أَمْ لَا يَحْزُرُ وَحَلُّ تَعَوُّدِ الْبُخَاةِ عِنْدَ اسْتِعْمَالِ الْأَدْوِيَةِ الْيَاسَةِ بِالسَّحْقِ مَعَ الْمَاءِ أَوِ الْأَدْهَانِ أَمْ لَا وَمَا حُكْمُ مَلَأُوا أَتَقَعَمُ وَقَرَطَا سَهْمًا إِذَا بَلَّتْ طَاهِرًا وَنَجَسًا وَلَكِنْ أَصْنَعُ الَّتِي يَخْتَمُونَ بِهَا مَكْتُوبَهُمْ بَعْدَ أَنْ قَبِلَ بُلْعَابُ الْفَمِ هَلْ يَحْزُرُ لِلْمُسْلِمِ أَنْ يَدْخُلَهَا فِي فَمِهِ لِيَكُونَ صَالِحًا لِلْخِتَامِ وَهِيَ أَيْضًا مِنْ مَضْغُوعَاتِهِمْ فِي دِيَارِهِمْ۔

جواب یحزور استعمال الادویۃ المذكورۃ و الصمغ و غیرہا من مصنوعات اہل الشریک بحکمہ هذه الرأیۃ لعلوم البلوی اذ علم التیقن بالنجاسة قال ابو حفص البخاری

لے قول فتویٰ لینے والا کیا کیا کہتے ہو تم کہ دوائیں مرکبات اور ترکہ بناتے ہیں اہل عرب اپنے ملک میں شلائیل اور دختوں کے عرق وغیرہ تو جائز ہے مسلماً تو کھوٹا استعمال اپنے ملک میں بغیر ضرورت سخت کے کہ مباح کرتی ہے منومات کو یا نہیں جائز ہے۔ اور کیا پھر آجاتی ہے نجاست بر وقت استعمال دوا خشک کے ساتھ پینے کے پانی میں یا تیل میں یا نہیں اور کیا ہے حکم دوا کرنے والے کے کا اور کاغذ آن کے کا جبکہ گیلیا ہو جاوے پاک یا ناپاک۔ اور ایسا ہے وہ گوند کہ بند کرتے ہیں اُس سے وہ اپنے خطوط گیلیا کر کے اپنے تھوک سے تو جائز ہے مسلمان کو کہ یہ اس گوند کو اپنے منہ میں تا اسکو درست کرے خطوط بند کرنے کے لئے اور وہ گوند بنایا ہوا ہے اُن ہی کا اُن ہی کے ملک میں۔

لے جواب جائز ہے استعمال بن دواؤں مذکورہ کا اور اُس گوند وغیرہ کا کہ بنائی ہوئی ہیں اہل شرک کی بموجب حکم اس روایت کے واسطے عموم بلوے کے اور عدم تیقن نجاست کے۔ کہا ابو حفص بخاری نے

من شك في انائه وثوب او يديه اصابه النجاسة امره لا فطر طاهر لم يتيقن وكذلك الابواب  
والخياض التي يتنزهها اهل الشرك والبطالة وكذلك الثياب التي يلبسها اهل الشرك  
والجمله من اهل الاسلام وكذلك الجباب الموضوعة والملكية في الحرق والعلامات التي يتوهم بها  
اصابة النجاسة كل ذلك حكمه بطهارة حتى يتيقن بنجاستها واصل ذلك ما روى  
عن النبي صلى الله عليه وسلم انه استسقى عبد الرحمن بن عوف فقال سقياك من جرة فخرقة  
او من الجب الذي يشرب منه الناس فقال عليه السلام من الجب الذي يشرب منه الناس و  
روى عن حميد بن واسع مرح ان رجلا جاء الى النبي صلى الله عليه وسلم فقال يا رسول الله  
اجرة ابض فخرقة اى مستقورة اتوضأ به احب اليك ام وضوء جماعة المسلمين قال يا <sup>مسلمين</sup> مستقورة

جس شخص نے کہ شک کیا اپنے برتن میں یا اپنے برتن میں یا اپنے کپڑے یا اپنے ہاتھوں میں کہ لگی ہو کونجاست  
یا نہیں سو وہ پاک ہے جب تک کہ یقین نہو اور ایسے ہی وہ کنوئیں اور حوض کہ استعمال کرتے ہیں ان کو  
اہل شرک اور بطالت اور ایسے ہی وہ کپڑے کہ بنتے ہیں انکو اہل شرک یا جاہل مسلمان۔ اور ایسے  
ہی وہ تیلیاں کہ رکھی ہوں یا لگائی ہوں خرقوں میں اور عاموں میں کہ جن میں وہم ہو دسے لگنے  
نجاست کا سو اس سب کا حکم طہارت کا ہے جب تک کہ یقیناً نجاست نہو دسے۔ اور اس سب کی اصل وہ  
روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی مانگا عبد الرحمن بن عوف سے تو انہوں نے کمانہ جو تیلیا  
ڈھکی ہوئی ہے اس میں سے پانی پلاؤں یا اس بڑے ٹکے سے کہ جس میں سب لوگ پیتے ہیں تو فرمایا کہ بڑو  
ٹکے میں سے کہ جس میں سب لوگ پیتے ہیں اور روایت امام محمد بن واسح سے ہے کہ ایک شخص آیا خضر  
صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور کہا کہ اونچی رکھی ہوئی تیلیا جو ڈھکی ہوئی ہے اس میں سے وضو کروں  
تو یہ آپ کو پسند ہے یا وہ پانی کہ اس میں جماعت مسلمانوں کی وضو کرتی ہے تو آپ نے فرمایا کہ  
وہ پانی جس میں جماعت مسلمانوں کی وضو کرتی ہے۔



احب الاديان الى الله الخفيفة السحة فتاوى عمادى و الله اعلم وفي الهداية سور الاد  
 وادخل حجر طاهر لان المختط به اللعاب وقد تولد من حكم طاهر يدخل فيه الجنب والخنزير  
 والنساء والكافر في الكافي شهر الهداية اذ لو حكم بنجاسة لا تصاح كل جنب وحائض  
 الى انا على حلق وفيه الحجر كما لا يخفى وفي العناية شرح الهداية ثبت والصحيحين  
 ان النبي صلى الله عليه وسلم مكن ثمامة بن اثالة في المسجد قبل اسلامه فلو كان نجسا  
 لما مكنه من ذلك فان قلت قال الله تعالى انما المشركون نجس قلت البجاسة في اعتقادهم  
 لا في ذاتهم انتهى -

بات یہ ہے کہ جس شخص کے دل میں حقیقت مسائل شرعیہ کی علی الخصوص اُن  
 مسائل کی جو خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا یا تصریح اُن کے جائز ہونے کا حکم دیا  
 سب دینوں میں وہ دین اللہ کو پسند ہے کہ راست ہو اور آسان ہو فتاویٰ عمادیہ واللہ تعالیٰ اعلم -  
 اور ہایہ میں ہے کہ جہول آدمی کا اور اس جانور کا کہ کھایا جاتا ہے گوشت اسکا پاک ہے کیونکہ جو لاپس اُس  
 میں وہ لعاب دہن ہے اور یہ لعاب پیدا ہوتا ہے گوشت پاک سے - اور داخل میں اسی حکم  
 میں جنابت والے اور حیض اور نفاس والی عورتیں اور کافر - اور کافی شرح ہایہ میں ہے کیونکہ اگر حکم انکی  
 نجاست کا کریں تو بیشک حاحتمند ہونگے سب جنبی اور حیض اور نفاس والی عورتیں علیحدہ برتن  
 کے اور اس میں بہت جج ہے کہ یہ پوشیدہ نہیں ہے - اور عنایہ شرح ہایہ میں ہے کہ ثابت ہے  
 صحیح بخاری اور مسلم میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ٹھرایا ثمامہ بن اثالہ کو مسجد میں اسکے مسلمان  
 ہونے سے پہلے پس اگر جنس ہوتا تو اُسکو مسجد میں حضرت نہ ٹھارتے - پس اگر تو یہ اعتراض کرے  
 کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ مشرک لوگ ناپاک ہیں تو ہم جواب دیتے ہیں کہ نجاست اُنکے اعتقاد  
 میں ہے نہ انکی ذات میں -

بجوابی مستحکم ہے اور بمقابل ان مسائل کے نہ لوگوں کے براہملا کرنے کی کچھ حقیقت سمجھتا ہوں اور نہ اپنے مریدوں اور شاگردوں کے وعظ سننے والوں کے پہر جانے کا اندیشہ ہے اور نہ تذر و نیاز کے بند ہونے کا کچھ خدشہ ہے اس کے لئے ان تمام شبہات و ہمیہ کے رد کرنے کے لئے صرف یہ فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ آپ نے یہودی کے ہاں کا پکا ہوا بغیر کسی خدشہ کے کیا اور جب آپ سے نصاریٰ کے ہاں کے کمانے کے باب میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا لا یتخلجن فی صدرہا طعام کافی دوانی ہے کیونکہ یہ شبہات جس قدر کہ پیش کئے جاتے ہیں یہی تمام شبہات اس وقت بھی موجود تھے اور باوجود ان سب باتوں کے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لا یتخلجن فی صدرہا طعام پس جب کسی کا اتھار رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اتھار سے بڑا ہو اور وہ ان شبہات و ہمیہ پر طعام اصل کتاب سے بچنے کا دعویٰ کرے۔

الشبہات الخاضعہ جن برتنوں میں کہ کمانا انگریزوں کے ہاں پکٹا ہے اور جن برتنوں میں کمانا جاتا ہے ان کے پاک ہونیکا کس طرح یقین ہو سکتا ہے۔

یہ شبہ ایسی صورت سے کہ انگریز مسلمان کے گمراہ مسلمان کے ہاں کا پکا ہو کمانا کمانا میں متعلق نہیں ہو سکتا ہے البتہ اس صورت سے کہ مسلمان انگریزوں کے گمراہ کمانا متعلق ہو سکتا ہے پس ایسی حالت میں یہ بات دیکھنی چاہئے کہ وہ برتن کس قسم کے ہیں آیا تانبے یا چینی یا شیشے کے ہیں کہ جن میں اثر اشیا ر مجرمہ کا اگر ان میں کمانی یا پائی گئی ہوں نفوذ نہیں کرتا ہے یا شیشی وغیرہ کی قسم سے ہیں کہ جن میں اثر اشیا کافور ذکر کرتا ہے پس اگر وہ برتن قسم

سے نہ ظہان ڈالے تیرے سینہ میں کوئی کمانا۔

سے نہ ظہان ڈالے تیرے سینہ میں کوئی کمانا۔

اول کے ہیں اور ہوئے ہیں تو ان میں کما نابلے خدشہ مباح اور درست ہے اور اگر وہ بے  
 دہوئے ہیں اور ان میں محرمات کے کما نابلے جائیکہ صحت احتمال یا ظن غالب ہے مگر یقین نہیں  
 اور نہ کوئی ظاہری نجاست ان میں ہے تو بغیر دہوئے ہوئے میں کما ناکروہ یعنی با احتیاطی  
 ہے مگر حرام یا منوع شرعی نہیں لکن کل ذلک محکومہ بطہا سہرہ حتی یقین بنجاستہا  
 اور یہ حکم کچھ انگریزوں ہی کے برتنوں کے ساتھ مخصوص نہیں ہے بلکہ تمام ان قوموں کے  
 برتنوں سے متعلق ہے جو ان چیزوں کو کما تے بیٹے ہیں جیسا کما ناپنا ہمارے شریعت میں حرام  
 ہے اور اگر وہ برتن قسم دوم کے ہیں جن میں اثر نفوذ کرتا ہے جیسا کہ مٹی کے برتن اور ہیکو  
 اس بات کا یقین ہے کہ ان میں شراب پی گئی ہے یا سوڑ پکا یا گیا ہے تو ان کے واسطے  
 یہ حکم ہے کہ اگر وہ برتن ہیں تو ان میں نہ کماویں اور اگر وہ برتن نہیں تو ان کو دھو لیں اور  
 کماویں۔

ابو داؤد میں ابو ثعلبہ اشجی سے روایت ہے سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
 وسلم قال انا بخا و اهل الکتاب و هم یطبخون فی قلا و مرہاسم الخضر ہر و فیہ ہون  
 فی انکیتہما الخضر قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان وجدتمہ غیر ہما فکلوا فیہما  
 و اشربوا و ان لم تجدوا غیرہما فارضوا بالماء کلوا و اشربوا۔

۱۔ کیونکہ اس سب کے پاک ہونے کا حکم ہو چکا ہے جب تک کہ اس کے ناپاک ہونے کا یقین ہو۔  
 ۲۔ پوچھا ابو ثعلبہ اشجی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ ہمارا گدڑ ہوتا ہے اہل کتاب پر  
 اور دہو پکاتے ہیں اپنی ہڈیوں میں سوڑ اور پیٹے میں اپنے برتن میں شراب تو فرمایا رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر پاؤ تم اور برتن تو کماؤ اور پیو ان میں اور اگر وہ برتن نہ پاؤ تو انکو پانی سے دھو کر  
 ان میں کماؤ پیو۔

اور صحیح مسلم میں اس حدیث کے یہ الفاظ میں فالت وجد غیرہا فلا تاکلوا فیہا و  
ان لہم تجدوا فخلوہا وکلو فیہا۔

ان حدیثوں کی نسبت بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ جب اور برتن میں تو پیر انگریزوں کے برتنوں کا  
کمانہ چاہئے مگر ایسا سمجھنا تین وجہ سے غلط ہے۔

اول یہ کہ یہ حدیث ان برتنوں سے متعلق ہے جن میں شراب اور سوز کمایا پکایا جاتا تھا  
اس زمانہ میں انگریزوں کے یہاں جو عام رواج ہے اُس میں شراب پینے کے برتن بالکل  
علیحدہ ہیں اور سوز کمانے کے برتن بالکل علیحدہ ہیں بلکہ ہر قسم کے کمانے کے لئے برتن  
جد جدا ہیں پس یہ حدیث ان برتنوں کے جو سوز اور شراب کے کمانے کے نہیں ہیں متعلق  
نہیں ہو سکتی ہے۔

دوسرے یہ کہ یہ حدیث ان برتنوں سے متعلق ہے کہ جن میں اثر ماکول اور شروب  
کا اثرایت کرتا ہے۔

تیسرے یہ کہ تمام علمائے اس حدیث کی شرح میں لکھا ہے کہ یہی احتیاطی ہے اور  
انگریزوں کے برتنوں میں نہ ہونے کے بعد کمانے میں باوجودیکہ اور برتن موجود ہوں کچھ  
کراہت ہی نہیں ہے چنانچہ اس مقام پر وہ روایتیں نقل کرتے ہیں۔

شیخ مشکوٰۃ ملا علی قاری کہتے ہیں اَلَا تَاکُلُوْا اِیْمَا اِیْ اَحْتِیَاطًا فَاَنْعَسُوْہَا اَمْرٌ مَّجْبُوْبٌ  
ان کان ظنُّ الخَاسِئَةِ وَالْاَفَامِرِ زَانِبٌ۔

لے اگر پاؤ تم اور برتن تو نہ کمانا آئیں اور اگر نہ پاؤ تم اور برتن تو یہی دہو لو اور اُن ہی میں کماؤ۔  
لے نہ کماؤ تم اُن برتنوں میں یعنی احتیاط کے سببے میں دہوؤ انکو یہ حکم وجوبی ہے اگر ہووے گمان  
خاست کا ورنہ یہ حکم استجبانی ہے۔

اور امام نووی نے شرح صحیح مسلم میں کتاب الصيد والذبائح میں لکھا ہے۔ وقد  
 يقال هذا الحديث مخالف لما يقول الفقهاء فانهم يقولون يجوز استعمال او  
 ان المشركين اذا غسلت ولا كراهة فيما بعد الغسل سواء وجد غيرها ام لا وهذا  
 الحديث يقتضي كراهة استعمالها ان وجد غيرها ولا يكره غسلها في غنى الكراهة وفيما  
 يغسلها ويستعملها اذا لم يجد غيرها والجواب ان المراد بالنهي عن الاكل في  
 انيتهم التي كانوا يطبخون فيها لحم الخنزير ويشربون الحمر كما صرح به في رواية ابى  
 داود واما مخي عن الاكل فيها بعد الغسل الاستقذار وكونها معتادة الخجاسة  
 كما ذكرنا الاكل في الحجة المخلوطة واما الفقهاء فمأذون مطلق آنية الكفار التي ليست  
 مستعملة في الخجاسات فهذا يكره استعمالها قبل غسلها فاذا غسل فلا كراهة فيها لانها طاهرة  
 وليس فيها استقذار ولعديد وان في الكراهة عن آنيةهم المستعملة في الخنزير وغيره  
 من الخجاسات والله اعلم۔

سہ کہتے ہیں کہ یہ حدیث مخالف ہے قول فقہار کے کہ وہ کتے میں جائز ہے استعمال شرکین کے ہتھوڑکا  
 جب وہ بوسے جاویں اور کچھ کراہت اُن میں نہیں بعد وہ ہونے کے اور برتن اُن کے سوا موجود ہوں  
 یا نہوں اور یہ حدیث مقتضی ہے اسکی کہ استعمال اُن برتنوں کا مکروہ ہے اگر اور برتن ان کے سوا موجود  
 ہوں اور صرف وہی اُنکا کافی نہیں ہے کراہت کے دور کرنے کے لئے بلکہ وہ بوسے اور  
 برتنے اُنکو جب نہ موجود ہوں اور برتن اور جواب یہ ہے کہ مراد اس حدیث سے یہ ہے کہ منع کرنا کما  
 سے اُن کے اُس برتن میں کہ پکاتے ہیں اُس میں گوشت سوڑکا اور پیتے ہیں اُس میں شراب چنانچہ  
 یہ ہی تصریح ہے روایت ابی داؤد میں اور منع کیا گیا ہے اُن میں کما غسل کے بعد صرف گن کے سبب  
 اور اسلئے کہ ان میں نجاست ہی کی مادت ہے چنانچہ مکروہ ہے کما ناچوں کے برتن میں جو ہو گیا ہو

علاوہ اسکے ابو داؤد میں جو دوسری حدیث جابر سے روایت ہے اُس میں صاف  
 بلا کسی خدشہ اور کسی قید کے مشرکین کے برتنوں کا استعمال آیا ہے اور وہ حدیث یہ ہے :-  
 عَنْ جَابِرٍ قَالَ كُنَّا نَخْرُجُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصِيبَ مِنْ آيَةِ الْمَشْرُكِينَ  
 وَاسْقَيْتَهُمْ نَفْسًا مَتَعًا بِهَا فَلَا يَعْيبُ ذَلِكَ عَلَيْهِمْ۔

وَقَدْ سُئِلَ هُوَ لَا شَاءَ عَبْدُ الْعَزِيزِ الْحَدَّثَ الدَّهْلَوِيَّ عَنْ هَذَا فَاجَابَ هَكَذَا كَمَا  
 هُوَ مَذْكُورٌ فِي قِوَاوَاهُ وَهَذِهِ عِبَارَةٌ يَكُونُ الْأَكْلُ وَالشَّرْبُ فِي أَوَانِي - الْمَشْرُكِينَ قَبْلَ  
 الْفُضْلِ لِأَنَّ الْغَالِبَ وَالظَّاهِرَ مِنْ أَوَانِيهِمْ الْجَنَاسَةُ وَأَنَّهُمْ سَيَتَحَلَوْنَ الْخَمْرَ وَيَشْرَبُونَ  
 ذَلِكَ وَيَأْكُلُونَ وَيُطْعَمُونَ فِي قُدُورِهِمْ وَفِي قَصَاحَتِهِمْ وَأَوَانِيهِمْ فَكَيْفَ الْأَكْلُ فِيهِمْ بِالْغُلُوبِ

متعلق صفحہ ۲۸ - اور فقہار کی مراد یہ ہے کہ مطلق برتن کا فرد کے جو بنجاستوں میں مستعمل نہیں ہیں مگر وہ  
 ہے انکا استعمال دھونے سے پہلے اور جب انکو دہویا تو کچھ کراہت نہیں کہ وہ پاک ہیں اور نہیں ہے  
 اُن میں کچھ گنہ اور نہیں مراد ہے فقہار کی یہ کہ کراہت نہیں ہے اُن کے اُن برتنوں میں جو مستعمل ہوتے  
 ہیں خمر وغیرہ بنجاستوں میں واللہ تعالیٰ اعلم۔

۱۷۔ جابر سے روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ لڑائیوں میں جلتے تھے  
 تو اتنے کھو برتن مشرکوں کے اور پانی کے برتن انکو تو برتتے تھے انکو سو حضرت عیوب نہیں لگاتے تھے انکا ہم پر۔  
 ۱۸۔ اور پوچھا گیا شاہ عبدالغزیز سے اسکا حکم تو یہ ہے جواب دیا کہ وہ مذکور ہے اُن کے قنادی میں اور  
 یہ انکی عبارت ہے کہ وہ ہے کمانا اور پینا مشرکین کے برتنوں میں پہلے دھونے سے اور ظاہر اُن کا  
 برتن میں بنجاست ہے اور دسے حلال جانتے ہیں شراب اور پیتے ہیں اُسکو اور کھاتے پکاتے  
 میں اپنی ہانڈیوں میں اور اپنے گھڑوں میں اور اپنے برتنوں میں تو کمرہ ہے کمانا اُن میں دھونے  
 سے پہلے۔

اعتبار الظاهر كما كره التوضي بسوء الدجاجة لأنها لا تتوقى من النجاسة فالباذن الاصل  
في الاشياء الطاهرة وتشكيلها في النجاسة فلم يثبت النجاسة بالمشاء هذا اذا لم يعلم  
بنجاسة الاواني واذا علم فانه لا يجوز ان يشرب فيها قبل الغسل ولو اكل وشرب كان  
شأرا باو الاحرار هذا حاصل ما ذكر في الذخيرة -

قال العبد (اے حبیب) صلوات اللہ تعالیٰ وما اقبلنا من شراء السمق الحبل واللبن  
والجبن وسائر المایعات من الهند علی هذا الاحتمال تلویث او انہم روان سناہم لا  
تتوقین عن السرقین وکذا یا کلون لحم ما قتلوه وذلك مینة فی المجتب ان لم یجد بدا  
منہم ان یستوثق علیہم ان یجنبوا عن السرقین والمینة فالشئ علیہم بامرهم ان یعطوا  
او انہم

باتقارنا ہر کسے جیسا کہ کر وہ ہے وضو ساتھ جوئے اپنی زنجی کے کہ وہ غالب نجاست سے نہیں بچتی ہے  
کہ اصل اشیا میں طہارت ہے اور شک کرتا ہے نجاست میں تو نہیں ثابت ہے نجاست شک ہو  
جیکہ نہ معلوم ہو دے نجاست برتنوں کی اور جب معلوم ہو دے تو نہیں جائز ہے کہ پیوے ان میں پلہ  
دھونے سے اور اگر کمالیا یا پانی لیا ان میں تو ہوگا حرام کا کما نیوالا یا حرام کا پینے والا یہ حاصل ہے اسکا  
جو ذخیرہ میں ہے -

لہ کتا ہے ہند (یعنی حبیب) صلاہیت دے اللہ اسکو اور وہ چیزیں کہ مبتلا ہیں ہم ان میں خریدنا گئی کا  
اور سرکہ کا اور دودھ کا اور پیئر کا اور سب رقیق چیزوں کا ہندو کے اس سے اسی حکم میں ہیں بسبب  
جہاں آلودگی ان کے برتنوں کے اور ان کی عورتیں نہیں بچتی ہیں نجاستوں سے گوبر سے اور  
کمانی میں گوشت اس جانور کا قتل کرتے ہیں اسکو اور یہ وہ ہے اور مجنب میں ہے کہ نہ پائے  
چارہ اس بات کا کہ نہ اعتماد کرے ان پر کہ یہیں وہ گوبر اور مردار سے تو دشوار ہوگا کہ حکم کرے  
انکو کہ دیویں وہ اپنے برتن -

مسئلہ نمبر ۱۰۰۰۰  
مسئلہ نمبر ۱۰۰۰۰  
والتریز التقویٰ کذا فی نصاب الاحتساب۔

اور اس باب میں کہ وہ پانی جس سے وہ برتن دھوئے گئے پاک تھا یا ناپاک شرعاً کچھ شبہ نہیں ہو سکتا اسلئے کہ کوئی پاک چیز شبہ سے ناپاک نہیں ہو جاتی جیسے کہ ابھی بیان ہوا۔

علاوہ اسکے قیسر الوصول میں خاص انگریزوں کے گھروں کے پاک ہونے میں اثر صحابہ موجود ہے اور یہ حدیث اُس میں ہے وعن ابن عمر قال توضأ عمر رضی اللہ عنہ کعبہ فی جوفہ انیۃ ومن بیتھا اخرجہ منہ بن قلث و ترجمہ بلہ البخاری واللہ اعلم۔

الشہدۃ السادۃ میز پر بیٹھ کر چھری اور کانٹے سے کھانا اور تشبہ بالنصاری کرنا کس طرح پر جائز ہے۔

اس شبہ کا حل دو طرح کرنا چاہئے اول یہ کہ فی نفسہ میز پر بیٹھ کر اور چھری اور کانٹا اور چھپے سے کھانیکا کیا حکم ہے پھر تشبہ کا حکم بیان کیا جائے چھری سے کھانا جائز بلکہ سنت ہے خود جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے گوشت کو چھری سے کاٹ کر تناول فرمایا ہے۔

مسلمان کو کہ وہ جو دے انکو یا دھو دیں وہ اپنے اہل سے۔ سانسے مسلمانوں کے اور اگر یہ منوسکے تو اباحہ فتویٰ ہے اور پرنیز گاری تقویٰ ہے یہی نصاب الاحتساب میں۔

۱۵ اور ابن عمر رض سے روایت ہے کہ وضو کیا عمر رضی اللہ عنہ نے گرم پانی سے جو ایک نصرانی عورت کے گھر میں اور اسی کے ٹکے میں تھا یہ حدیث امام زین نے نکالی ہے۔ اور میں کہتا ہوں کہ انکو سنجائی نے ہی بیان کیا ہے واللہ اعلم۔



بخاری میں عمر دین امیہ سے روایت ہے۔ اخبہ اندر امی النبی صلی اللہ علیہ وسلم یحییٰ من کنت الشاکۃ فی یدک فادعی الی الصلوۃ فاکتھا بالسکین اللتی تحتیہا ثم فافعل فی الخوف  
اور ابوداؤد میں جو حدیث درباب منع قطع لحم بالسکین کے ہے اسکو خود ابوداؤد نے ضعیف  
کہا ہے قال القسطلانی۔ فان قلت هذا الحدیث یعارض حدیث ابی معشر عن ہشام بن  
عمر عن ابیہ عن عائشۃ نہ نعته لا تقطعوا اللحم بالسکین فاذ من صرغ الہم لجمہ واذہم شوق فاذہم  
وامراء اجیب بان اباداؤد قال ہو حدیث لیس بالقوی وحیفئذ لا یختیرہ من اجل ابی معشر شیخ  
السندی الہاشمی صاحب المغازی قال البخاری وغیرہ منکر الحدیث ومن منکر الحدیث  
لا تقطعوا اللحم بالسکین هذا لکن قال الحافظ ابن حجر انہ شاہدا انتہا۔

لے انکو خبر دی ہے کہ انہوں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چڑی سے کاٹتے تھے شانہ بکری کا جو  
آپ کے اتمہ میں تھا کہ ہائے گئے طرن نماز کے پہر ڈال دیا اس شانہ کو اور اس چڑی کو کہ جس سے  
کاٹتے تھے اور جا کھڑے ہوئے نماز پر اور نماز پڑھائی اور وضو کیا۔

تھ کتے ہیں قسطلانی۔ اگر تو یہ کہے کہ یہ حدیث معارض ہے حدیث ابی معشر کے جو روایت کرتے ہیں  
ہشام بن عروہ سے کہ وہ روایت اپنے باپ سے جو روایت کرتے ہیں حضرت عائشہ سے کہ وہ اس  
حدیث کو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہنچاتے ہیں کہ فرمایا حضرت نے نہ کاٹو گوشت کو چڑی  
سے کہ یہ فعل عجم کا ہے اور دانت سے کھاؤ کہ یہ بہت خوب اور خوشگوار ہے تو جواب یہ ہے کہ ابوداؤد  
نے کہہ ہے کہ یہ حدیث قوی نہیں ہے اور اس وقت اس حدیث سے حجت نہ ہو کی سبب ابی  
معشر کے کہ حجت لیتے ہیں اس کے ساتھ سند الہاشمی صاحب المغازی۔ کہتے ہیں امام بخاری  
وغیرہ کہ یہ ابو معشر منکر الحدیث ہیں اور ان کے مناکر سے ہے حدیث لا تقطعوا اللحم بالسکین۔ یہ یاد رکھنا چاہیے  
کتے ہیں حافظ بن حجر کہ اس کے واسطے شاہد ہی ہے۔

اور اگر فرض کیا جاوے کہ یہ حدیث بھی صحیح ہے تو اسکی تطبیق پہلی حدیث سے شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے صراط المستقیم شرح سفر السعادت میں اس طرح پر کی ہے۔  
 اگر حدیث بھی صحیح ہست درگوشے باشد کہ نیک نفع یافتہ و احتیاج بریدن ندارد  
 و آنچه در پریدن آید در آنچه نفع نیافتہ بعد اس کے شیخ محدث دہلوی نے اسی مقام پر حدیث  
 نہیں کو اور بھی ضعیف کیا ہے اور لکھا ہے کہ یہ بھی ایسی ہے جیسا کہ ہاتھ سے گوشت  
 توڑنے پہی نہیں آئی ہے اور انکی عبارت یہ ہے۔

بچنا کہ نہی از بریدن گوشت بکار و در دو یافتہ از گرفتن گوشت از استخوان بدست  
 نیز منع گوشت واقع شدہ و در جامع الاصول از صفوان بن امیہ آوردہ کہ گفت بود من کہ  
 میخوردم بارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و میگرفتم گوشت را بدست خود از استخوان فرمود  
 نزدیک بگردان گوشت از دہن خود کہ وے گوارا تر و سبک تر ہست رواہ ابو داؤد  
 و روی الترمذی۔

پس یہ بھی ایسی نہیں ہے کہ جبکہ ارتکاب میں کچھ قباحت ہو وے کیونکہ یہ  
 بھی حکمی نہیں ہے چچا اور کانٹے کے استعمال کا قیاس چھری پر کرنا چاہئے کہ ان کے  
 استعمال کی ممانعت کہیں نہیں ہے چنانچہ ایسی چیزیں جنہ ہاتھ بہرے سب چچہ  
 سے کہاتے ہیں ولا ایجاب ولا مکروہ۔

میز پر کمانے کے لئے کوئی حدیث منع کی وارد نہیں ہے صرف اتنی بات ہے کہ  
 جس طرح رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کبھی چپاتی تناول نہیں فرمائی اور کبھی  
 تشتریوں اور رکابیوں میں کمانا تناول نہیں فرمایا ہے اور نہ کبھی میوے اور روے کی  
 اور چنے ہوئے آٹے کی روٹی کمانی اسی طرح کبھی خوان پر یعنی میز پر کمانا تناول نہیں فرمایا

پس جو مال کہ ان چیزوں کا ہے وہی میز پر کھانے کا ہے جس طرح وہ مباح میں آسکتی ہے یہ بھی مباح ہے۔

بخاری میں قنادیہ سے روایت ہے مَا أَكَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَبْزًا مَرَقًا وَلَا شَاتًا مَسْمُوطَةً حَتَّى لَقِيَ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ۔

اور حضرت انس سے روایت ہے مَا عَلِمْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكَلَ حَلِي سَكَّرَ جَفَظَ وَلَا خَبْزًا مَرَقًا قَطَّ وَلَا أَكَلَ عَلَى خَوَانٍ قَطَّ قِيلَ لِقَنَادَةِ فَعَلَى مَا كَانُوا يَكُونُونَ عَلَى السَّكَّرِ حَتَّى بَضِمَ السَّيْنُ وَالْكَافُ وَالرَّاءُ الْمَشْدُودَةُ وَفَاتِحَةُ الْحِجَابِ وَقِيلَ الرَّاءُ الْمَفْتُوحَةُ وَهِيَ صِحَافٌ صَغِيرٌ كَذَا فِي الْقَامُوسِ۔

وَقِيلَ يَجْمَعُ الْبَحَارَ وَلَا أَكَلَ عَلَى خَوَانٍ قَطَّ هُوَ مَا يُوضَعُ عَلَيْهِ الطَّعَامُ عِنْدَ الْأَكْلِ لِأَنَّهُ مِنْ دَابِّ الْمَلْفُوفِينَ لَمَّا لَا يَفْتَتِحُوا إِلَى التَّطَاوُعِ وَالْإِنْخَاءِ۔

میں نے نہیں کبھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چپاتی اور نہ بکری کا گوشت بننا ہوا یہاں تک کہ لے لے لے لے لے۔

میں نے نہیں بانیائے کبریٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانا ہوا اور تشرتی کے کبھی اور چپاتی کبھی اور نہ خوان پر کبھی تو کھایا قنادیہ سے پھر کس پر کھاتے تھے تو کہا کہ دسترخوان پر۔

اٹھ سکرتہ میں سین اور کاف اور رار تشریدی والی پریش ہے اور حیم پر زبر اور عین راء پر ہی زبر کہتے ہیں اور دوسے رکابیاں ہیں چوٹی چوٹی یہ ہی قاموس میں۔

اٹھ اور مجمع البحار میں ہے اور نہ کھانا ہوا اور خوان کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی خوان وہ چیز ہے کہ جبہ کھانے کے وقت کھانا رکھتے ہیں اسلئے کہ یہ دستور ہے تو نگہروں کا تاکہ نہ جات ہو دے جکے کی۔

اور بخاری میں ابو حازم سے روایت ہے اِنَّهُ سئل سئل اهل ما يمت في زمانه  
صلى الله عليه وسلم النقي قال لا فقلت كنهه تخلصون الشيعه قال لا ولكن كنهه -

اس سے ثابت ہوا کہ جس طرح کہا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا اُس طرح  
کا کہنا سنت ہے اور اُس کے سوا فی نفسہ مباح ہے اسی طرح دسترخوان پر کہنا سنت اور  
میز پر کہنا مافی نفسہ مباح ہے -

اب باقی رہی بحث نسبت تشبیہ کے اور اس باب میں حدیث عن تشبیہ بقوم  
فہو منہم پر استدلال کیا جاتا ہے کتاب اللباس باب ما جاء فی الاقبیہ میں ابو داؤد  
نے لکھی ہے -

مگر اس حدیث کو اس مسئلہ سے کچھ بھی علاقہ نہیں ہے مناسب ہے کہ اول نفس  
انفاذ حدیث میں غور کیا جائے کہ قوم سے کیا مراد ہے اور تشبیہ سے کیا مراد ہے اور  
منہم کے کیا معنی ہیں اور اُس کے بعد حدیث کے معنی بیان ہوں -

تشبیہ کسی قوم کے ساتھ اسی وقت کہا جاسکتا ہے کہ ماہر التشبیہ خاصہ اُسی قوم کا ہو اور  
کسی قوم میں نہ پایا جاوے میز پر ٹھیکر کہنا اور چڑی کانٹے سے کہنا قوم نصاریٰ کا خاصہ  
نہیں ہے بلکہ تمام ترک جو مسلمان ہیں وہ بھی اسی طرح پر کہلاتے ہیں پس کیا وجہ ہے  
کہ جو میز پر ٹھیکر کہنا نیز الو کو مشابہت نصاریٰ کے ساتھ دیجاوے اور تراک کے ساتھ

لہ پوپا ابو حازم نے سئل سے کہ دیکھا تم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں میدہ کہا نہیں پر کہا  
میں نے کہ تم چہانا کرتے تھے جو کانا کہا نہیں مگر ہونک ماریتے تے -

منہ جو تشبیہ کرے کسی قوم کے ساتھ وہ اُس قوم میں ہے -

یہ کتاب پوشاک باب ان حدیثوں کا کہ آئی میں پہننے کے کپڑوں میں -

نہ دیا دے علی الخصوص ایسی صورت میں کہ مسلمان کے حق میں نیک گمان چاہیے پس جبکہ یہ بات بخوبی معلوم ہو کہ جو لوگ میز پر ٹھیکہ کھاتے ہیں وہ مسلمان ہیں اور عقائد اسلام رکھتے ہیں تو کیوں اُنکے اس فعل کو نصاریٰ کے ساتھ تشبیہ دیوں اور مسلمانوں کے ساتھ تشبیہ نہ دیوں اور یہ بات کہ ترکوں کی قوم کو ہندوستان کے لوگوں نے نہیں دیکھا کہ اُن کے ساتھ مشابہت دیں اس میں کچھ قصور ترکین کا نہیں ہے بلکہ مشابہت دینے والوں کا قصور ہے۔

اب لفظ تشبیہ پر غور کرنا چاہیے کہ آیا اس لفظ سے تشبیہ نام مراد ہے یا غیر نام مراد ہے تو کسی طرح درست نہیں ہو سکتا کیا جو شخص صرف انگریزی جوتی پہن لے یا گہی پر سوار ہو کر نکلے یا گھوڑے پر انگریزی کاٹھی بجاے زین کے رکھے یا چینی کے برتنوں میں کما دے یا شیشہ کے گلاس میں پانی پیوے یا کرسی پر بیٹھے وہ سب محض لفظ تشبیہ میں داخل ہونگے حالانکہ جزئیات میں تشبیہ ساتھ اہل کتاب کے خود رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے پسند فرمایا ہے چنانچہ ترمذی نے شامل میں ابن عباس سے روایت کی ہے ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یسدل شعره وکان المشركون یفترقون <sup>سجد</sup> وکان اهل الکتاب فیما یسدلون رءوسهم وکان یحب موافقة اهل الکتاب فیما لم یؤمن فیہ شیئ ثم فرق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

۱۔ بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سید ہے چوڑتے تھے اپنے بال اور مشرکین مانگ نکالتے تھے اور اہل کتاب سید ہے چوڑتے تھے اپنے بال اور حضرت پسند کرتے تھے نفرت اہل کتاب کی جس امر میں کہ حکم نہوا ہو پر حضرت مانگ نکالتے گئے۔

اور اگر لفظ مشابہت سے مشابہت نام مراد ہے بآل لا یحرف اذہومن النصا  
ام ہومن الا تراث تو ایسی مشابہت میز پر ٹیکہ کہانے پر متحقق نہیں کیونکہ کوئی شخص جسکی  
ظاہری و باطنی آنکھیں خدا سے تعالیٰ نے اندھی نہ کر دی ہوں اگر مسلمانوں کو میز پر کہاتے دیکھ  
تو کبھی اسکو یہ شبہ نہیں ہونیکا کہ یہ لوگ انگریز ہیں یا مسلمان بلکہ مسلمانوں کو مسلمان  
پہچان لیگا۔

مولانا شاہ عبدالغزیز رحمۃ اللہ علیہ نے صاف فتویٰ دیا ہے کہ جو باتیں کفار کے  
ساتھ ایسی مخصوص ہیں کہ کوئی مسلمان انکو نہیں کرتا انکا کرنا تشبیہ میں داخل ہے اور منع  
ہے اور ایسی باتیں جو کفار پر مخصوص نہیں ہیں گو کفار انکو بہت زیادہ کرتے ہوں اور مسلمان  
کم ان کے کرنے میں کچھ مضائقہ نہیں ہے اور انہوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ اگر کوئی بتا  
جو مخصوص کفار کے ساتھ ہو بنظر آرام و فائدہ کے کیجاوے تو کچھ مضائقہ نہیں ہے بعد  
اسکے وہ لکھتے ہیں کہ جو تشبیہ کہ منع ہے وہ یہ ہے کہ اپنے تئیں انہیں میں گننے اور بلا  
شبہ اس طرح اپنے تئیں کفار میں گنا منع کیا بلکہ کفر ہے نہ یہ کہ جو باتیں دنیا کے آرام کی  
کفار کرتے ہیں ان کے اختیار کرنے میں وہ تشبیہ لازم آجاوے جو شرعاً منع ہے چنانچہ  
ہم اس مقام پر فتویٰ شاہ عبدالغزیز صاحب کا بیحد نقل کرتے ہیں۔

فتویٰ حضرت شاہ عبدالغزیز رحمۃ اللہ علیہ در باب تشبیہ مجرہ شہر جاوی الثانی ۱۲۴۰ھ  
موافق قواعد شرع چیرے کہ مخصوص کفار باشند مسلمانان آزا استعمال نکنند خواہ در  
لباس خواہ در چیز دیگر بطریق اکل و شرب داخل تشبیہ است و ممنوع و انچہ مخصوص کفار  
نیست گو کہ کفار آزا بیشتر استعمال کنند و مسلمانان کمتر مضائقہ ندارد و ہمیں اگر بعض  
لے نہیں پہچاناجاتا کہ وہ نصرانی ہے یا ترک۔

ان امور مخصوصہ کفار بنا پر آرام دینا برفائدہ دنیاوی استعمال کنندہ کے آنکہ خود را مشتبہ بنا  
سازند مضائقہ ندارد آری تشبیہی کہ ممنوع است مطلقاً آنست کہ خود را و اعداؤ انہما  
داخل کنند و امالہ قلوب بانہما داشتہ باشند و چنانچہ تعلیم لغت ایشان و خط ایشان بنا  
تثبیہ البتہ ممنوع اما بنا بر اطلاق بر مضامین کلام ایشان یا خواندن خطوط ایشان  
اگر تعلیم لغت کنند یا خط ایشان بنویسند مضائقہ ندارد و در حدیثی کہ در مشکوٰۃ مذکور است  
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زید ابن ثابت را بتعلم خط بیود امر فرمودند و زید ابن ثابت  
آزاد و رخصتہ قریب آموختند و تشبیہ و رعبادات و اعیاد مطلقاً ممنوع است احادیث  
و آیر بریں بسیارند و غرض کہ تشبیہ بانہما بر چیزے کہ باشد داخل منع است و آموختن  
زبان ایشان برائے اطلاع یا پوشیدن پوشاک برائے فائدہ بدنی مضائقہ ندارد و تہی -  
اگرچہ جناب مولانا شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے اس فتویٰ میں تشبیہ ممنوع  
کی نسبت بہت سی قیدیں لگائی ہیں اور بالکل مدار تشبیہ ممنوع کا ان لفظوں پر رکھا ہے کہ  
خود را و اعداؤ انہما داخل کنند پر ہی در حقیقت اس حدیث کو اس قسم کی تشبیہ سے بھی کچھ  
علاقہ نہیں ہے جیسا کہ اسی مقام پر لکھا جاوے گا۔

اب لفظ منہم پر غور کرنا چاہیے کہ منہم کے لفظ کے کیا معنی ہیں آیا یہ معنی میں کہ جس  
شخص نے مشابہت نام نصاریٰ کے ساتھ کی تو وہ بھی نصرانی ہو گیا۔ و ان اعتقدوا  
ان لا اله الا الله محمد رسول الله و ان متقبل قبلت و اكل ذبیحتنا و ان صلی  
صلواتنا و صام میامنا غالباً امید ہے کہ کوئی متعصب سے متعصب یا متکبر

نہ اگرچہ اعتقاد کرے لا اله الا الله محمد رسول الله اگرچہ قبلہ ہائے ہمارا قبلہ او کہائے ہمارا نبی اور ناپسند  
ہماری نماز اور روزہ رکھے ہمارا روزہ۔

کہ نصرانی ہی منہم کے لفظ سے یہ مراد نہیں لینگے پس جبکہ لفظ منہم کے یہ معنی نہ ہوں گے اور معنی اسکے لینے چاہئیں پس معنی اس حدیث کے یہ نہیں ہیں بلکہ یہ منہم کے معنی ہیں جو ہم بیان کرتے ہیں۔

اصل یہ ہے کہ اس حدیث کو نہ طعام سے نہ شراب سے نہ کسی قوم کے ساتھ کیا جاوے تعلق ہے نہ اس حدیث سے کوئی قوم بجا کر نہ ہو بلکہ یہ منہم کے معنی ہیں جو ہم بیان کرتے ہیں۔

بقوم آخر بجز ایک حکم کے جس کا بیان کیا جاتا ہے کہ اگر کسی قوم کے ساتھ صلہ ہو تو اس سے صلہ کرنا جائز ہے۔

جدال و قتال یا اور کسی واقعہ میں ہر مسلمان اور کسی قوم کے ساتھ صلہ کرنا جائز ہے۔

جاوین تو انکی شناخت کہ کون مسلمان ہیں کون نہیں ہیں کیونکہ یہ اجماع ہے کہ اگر کسی قوم کے ساتھ صلہ ہو تو اس سے صلہ کرنا جائز ہے۔

تجیز و تکفین موافق اس قوم کے اور کیا جاوے پس صرف اسی باب میں یہ حدیث ہے اور یہ حکم ہے کہ جس قوم کے مشابہ ہو اسی قوم میں اسکو شمار کرنا جائز ہے اور چونکہ اس طرح کی شناخت اغلب اور لباس کے منحصر ہوتی ہے اسلئے تمام محدثین نے اس حدیث کو کباب اللباس میں ذکر کیا ہے اور اسی حدیث کی بنا پر روایات فقہیہ کتب فقہ میں مذکور ہیں۔

مثل اسکے اور مؤید اس گفتگو کے ایک اور حدیث اور دوسری میں آخر کتاب الجہاد میں موجود ہے عن سمع بن جذب اما بعد قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من جاء مع المشركين وسكن معهم فانه مثلهم يعني جس طرح کہ لڑائی میں مشرک کا خون یا نارت مال و اسباب محفوظ نہیں رہ سکتا اسی طرح اسکا بھی محفوظ نہیں رہ سکتا۔

لہ سمعہ بن جذب سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کہ آیا ساتھ مشرکین کے اور ان کے ساتھ تو وہ بھی مانند ان ہی کے ہے۔



ابراہیم ایک اعتراض جو بعض متعصبین نسب اسکے پیش کرتے ہیں اور یہ کہتے ہیں  
 کہ جو کہ میز پر پٹیکر کھانا یا انگریزوں کے ساتھ کھانا ان ہندوستانیوں نے اختیار کیا ہے  
 جو عیسائی ہو گئے ہیں اور انکی صورت میں اور اکثروں کے لباس میں کچھ فرق نہیں ہے  
 پس جو مسلمان انگریزوں کے ساتھ یا میز پر پٹیکر کھاتا ہے وہ اس بات میں تشبہ کرتا ہے  
 کہ وہ بھی مشرک ہے مگر اس قسم کا شبہ اہل علم کی شان سے نہایت بعید ہے بہر حال  
 اس شبہ کا ہی یہی جواب ہے کہ حدیث تشبہ کو اس قسم کے افعال سے کچھ تعلق نہیں  
 نہ اسکی نسبت اس میں کچھ حکم ہے معذایہ تخصیص جو ہندوستان میں جاری ہے وہ  
 اس سبب سے ہے کہ یہاں کے مسلمانوں نے اس تعالٰی کو جو بلاد اسلام میں  
 جاری ہے اور تمام انگریز اور مسلمان آپس میں کہاتے ہیں اور میزوں پر کھاتے ہیں ہندوستان  
 میں رائج نہیں کیا پس مسلمانوں کو اسکا رواج دینا چاہئے کہ وہ تخصیص از خود باطل ہو جاوے گی  
 فَيَا أَيُّهَا الْمُسْلِمُونَ تَعَامَلُوا عَلَیْهَا أَلَا عَلَى نِيَّةِ الْحُبِّ وَالتَّكْبَرِ بِلِ عَلَى نِيَّةِ تَرْفَعُ حَالُ  
 الْمُسْلِمِينَ ثَلَاثَ نِظَرٍ هَمُّ قَوْمٍ يَنْظُرُ الْحَقَّاتِ مَا اعْتَادُوا مِنْ الزَّلَّةِ وَالْمُسْكَنَةِ إِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ  
 مَا فِي صُدُورِنَا وَجَعَلَكُمْ عَلَيْنَا جَافِي قُلُوبِنَا مِنْ حَسَنِ النِّيَّةِ أَوْ عِيْرٍ۔

مولانا مولوی شاہ محمد اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ سے کہا گیا کہ رفع یدین نماز میں اگرچہ  
 سنت ہرعی ہے مگر جو کہ ان بلاد میں شعار اہل تشیع کا ہے تو اس سے احتراز اولیٰ ہے  
 لہٰذا سوائے مسلمانوں بڑاؤ کرو تم سپر نہایت خود اور تکبر کے بلکہ بہت ترقی حال مسلمانوں  
 کے تاکہ نہ دیکھ سکے انکو کوئی قوم ساتھ حقارت کے سبب انکی ان عادتوں کے جو ذلت اور مسکنت  
 کی ہیں بیشک اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو ہمارے دلوں میں ہے اور حکم کرے گا موافق اس کے کہ ہمارے  
 دلوں میں ہے حسن نیت یا غیر حسن نیت سے۔

مولانا رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اُنکا شمار اسی وجہ سے ہو گیا ہے کہ تم نے ترک کر رکھا ہے پس اگر تم اُسکو اختیار کرو گے تو اُنکے شمار کی خصوصیت نہ رہیگی پس جو امر کہ مہلح ہے اُنکے کرنیوالوں پر اسوجہ سے کہ اس ملک میں اور کوئی مسلمان نہیں کرتا کسی طرح کی ملامت نہیں ہو سکتی۔

انصاف کرنے کی بات ہے کہ میز پر کھانا تو تشبہ بالنصاری ہووے اور مہلح کو یعنی اُنکے کمانیکو ترک کرنا اور اُنکے کھانے والے کو کافر جاننا اور ذات سے گرا دینا اور حقہ پانی بند کر دینا تشبہ بالیہود نہوے تمام اہل علم جانتے ہیں کہ جہان میں یہ مشہور ہے کہ جہاں کسی نے کھانا انگریز کے برتن میں کھالیا وہ کافر ہو گیا اور کم قوموں اور کم ذاتوں میں تو یہ جہالت کی رسم ہے کہ جب تک وہ بیچارہ کچھ صرف نہ کرے اور نچایت نہ دے اور پر کر قاضی اُسکو مسلمان نہ کرے تب تک وہ ذات میں نہیں ملایا جاتا اور پوجا مالوں کے خوف سے کوئی عالم یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ کیا تمہاری جہالت ہے شراب پینے سے بھی آدمی کافر نہیں ہوتا نہ کہ حلال اور مباح کھانے سے یہ بلا اسی سبب سے آؤ گی سبب سے جو ام میں اسکا رواج بھی ہو رہا ہے کہ علما اُن کے ڈر سے اور اپنی ذر ذریعہ کے خوف سے اور اپنے تئیں جوڑھ موت کا صاحب تقویٰ و ورع جتانے کے لئے اور جو لاهوں میں میٹھکر تعریف سننے کے لالچ سے کلہ حق زبان پر نہیں لاتے صاف اوجیرج حدیثوں کو اور حکموں اور مسئلوں کو چھپاتے ہیں اور عوام کی تالیف قلوب کے واسطے اس مسئلہ کو کبھی بنظر تشبیہ کے حرام بتلاتے ہیں کبھی اُسکو باعث محبت اور دوستی کا بتلا کر منع ٹھراتے ہیں مگر افسوس یہ کہ ہندو اور مشرکین کے حق میں اس قسم کا کوئی مسئلہ جاری نہیں کرتے اُنکے دینی بہائی بجاتے ہیں اور اُنکے میلوں میں شریک ہو جاتے ہیں

اور ان کے ساتھ راہِ دہشم دوستانہ رشتہ ہیں ان کے گھر کے کھانا کھانے میں تو کبھی کوئی مسلم کافر یا گنگو بھی نہ دے اور اصل کتاب کے کھانا کھانے سے کافر اور مرتد ہو جاتا ہے۔ اسکا کیا سبب ہے یہی سبب ہے کہ جو طریقہ جاری ہو گیا ہے وہ سنت ہے اور جاری ہو گیا ہے وہ بدعت ہے۔ بھان امدین کو بھی دل لگی ٹھہرا کر دیا ہے۔

بعض صاحب فرماتے ہیں کہ قبول کیا کہ اس قسم کے ارتکاب میں کوئی مخطوۂ شرعی نہیں ہے مگر تنہا کا اہتمام تو ٹیکہ بتا ہے اور حدیث میں آیا ہے اقوامن مواضع التعم پس مسلمانوں کو ایسے امور سے کہ اہتمام تنہا ہو چکا ہے۔ یگنگو نہایت عجیب ہے مواقع تم وہ میں ہر مخطوۂ شرعی ہیں اور جو امر کہ شرعی احکام ہیں انہی مواقع تم کا اطلاق کیسے نہیں ہو سکتا۔

الشبهة السابعة۔ بعض شبہہ کرتے ہیں کہ تسلیم کیا کہ ان آیات و روایات سے طعام اصل کتاب کا مباح ہوا مگر مضمون آیت طعام محل لکم وطعام محل لہم سے مواکلت اور ایک جگہ یہ لکھا کہ کھانا کھانا سے نکلا۔

اسکا جواب یہ ہے کہ اول تو خود اشارة النص سے صریحاً مواکلت نکلتی ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے صرف یہی نہیں فرمایا ہے کہ اہل کتاب کا کھانا مسلمانوں کو حلال ہے بلکہ یہی فرمایا کہ ان کو کھانا کھانا ہی حلال ہے یعنی وہ انکا کھانا کھا دیں اور یہ ان کا اور اسی سے اشارہ ہے مواکلت پر۔

دوسرے یہ کہ ابو داؤد میں جو حدیث ابن عباس سے مروی ہے اور جس کے اخیر میں و اهل طعام اهل الکتاب ہے اس حدیث کو ابو داؤد نے باب نفیہ میں لکھا ہے جس

لہذا انہی کا کھانا کھانا ہے اور ان کے کھانا کھانا ہے اور ان کے کھانا کھانا ہے۔

تیسرے یہ کہ جب ساتھ شیکر کمانے میں کوئی غلطی تو نہیں ہے تو بس کے  
منوع ہونے کی ہی کوئی وجہ نہیں ہے۔

پوچھتے یہ کہ شاہ عبدالغفری صاحب نے بیٹے قزوے میں صاف لکھا ہے کہ گفری  
کے ساتھ اور اُن کے دسترخوان پر اور ان کے بیٹوں میں کتنا بشرطیکہ منکرات ہیں سے  
کوئی چیز نہوار کھانا و برتن جس نہو مباح ہے اور یہی ہم بھی کہتے ہیں اور کرتے ہیں اسی  
سے زیادہ نہ کہیں نہ کریں۔

الشجۃ الثامنة - اس پر یہ شبہ کیا جاتا ہے کہ ساتھ ٹھیکر کرنا اور آپس میں قتل کرنا باعث از دیار محبت و تولد لاکھ ہے اور مسلمان کے سوا اور کسی ذریعہ والے سے تولد و دوستی شرعاً جائز نہیں اس واسطے اہل کتاب کے ساتھ ٹھیکر کرنا جو باعث محبت و اخلاص کا ہوتا ہے حرام یا مکروہ تحریمی ہے۔

اس اعتراض سے دو امر کی تسلیم تو لازم آگئی اول تو اس بات کی کہ انگریزوں کے ساتھ کمانا فی نفسہ تو ناجائز نہیں ہے اگر کچھ عدم جواز ہے تو بغیر وہ ہے۔

دوسرے اس بات کی تسلیم لازم آئی کہ اگر ایک آدھ دفعہ اتفاق سے کملے تو کچھ مضائقہ نہیں ہے کیونکہ ایک آدھ دفعہ کے کملنے میں کچھ تو دود و احتلاط نہیں ہوتا ہے چنانچہ اس زمانہ کے بعض علمائے ہی دو ایک دفعہ کے کمل لینے کا فتویٰ دیا ہے اور عالمگیری اور مطالب المؤمنین اور نصاب الاحتساب کی روایتوں پر استدلال کیا ہے اور وہ دانتیں یہ ہیں -

عالمگیری و لم يذكر محمد بن الاكل مع المجوس ومع غيره من اهل السنة

انہ میں محل ادا لاو حکم عن الحاکم الامام عبدالرحمن الكاتب انہ ان ابتلی بالمسلم  
مرقہ اور متین فلا باس بہ واما الد و لم علیہ فمکرہ کذا فی المخطوط  
مطالب المؤمنین و ہذا تفصیل الابدان معرفتہ ان الاکل مع الجوس  
و مع غیر الجوس من اهل الشرک ہل مباح ادا لا حکم عن الحاکم الامام ابن عجلان  
کاتب انہ یقول ان ابتلی بہ المسلم مرۃ او مرتین فلا باس بہ بما روى ان النبی صلی  
اللہ علیہ وسلم کان یأکل فانا کافر فقال اکل معہ یا محمد فقال نعم فقد  
اکل النبی صلی اللہ علیہ وسلم مع الکافر مرۃ او مرتین لئلا یلف قلبہ علی الاسلام  
فانہ مکرہ لما نہینا عن فحائطہم و موالا تہم و تلیث سوادہم و روى انہ

صفحہ ۴۴ و ۴۵ - اور ہمیں ذکر کیا ہے محمد رح نے کما اساتہ جو سی کے اور غیر جو سی کے جو ال شرک  
میں کہ حلال ہے یا نہیں - حکایت ہے حاکم امام عبد الرحمن کاتب سے کہ اگر مبتلا ہووے مسلمان  
انہیں ایک بار یا دو بار تو کچھ مضائقہ نہیں مگر دوام و مداومت اسپر مکروہ ہے - یہی مخطوط میں -  
مطالب المؤمنین میں ہے - اور یہاں ایک تفصیل ہے کہ ضرر ہے جاننا اسکا - وہ یہ ہے کہ کما  
جو سی کے اور غیر جو سی کے ساتھ جو شرک میں بہت ہے یا نہیں تو حکایت ہے حاکم امام عبد الرحمن  
کاتب سے کہ اگر مبتلا ہو اس میں مسلمان ایک بار یا دو بار تو کچھ مضائقہ نہیں ہے -  
اسلئے کہ روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کما رہے تھے کہ ایک کافر آیا اور کما کہ میں کما دوں  
آپ کے ساتھ اسے محمد تو کما اپنے کماں کما و مویشیک کما یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کافر کے ساتھ  
ایک بار یا دو بار واسلئے دل لگانے اسکے کے اسلام پر مگر مداومت اسپر مکروہ ہے اسلئے کہ ہم منع  
کئے گئے میں انکی دوستی سے اور خلط ملط سے اور بہت کرنے ان کی جمعیت سے - اور روایت ہے

علیہ السلام قال من سجناء ان تاکل مع غیر اهل دینک و هذا یبدل علی انه لا یاکل  
مع غیر اهل ملتہ و مرئی انه اکل مع غیر اهل دینہ فلا بد من التوفیق و وجہ ما روینا  
اولا بالاکل مرۃ او مرتین و یحمل هذا الحدیث علی الاکل معہم و ذکر القاضی الامام  
مرکن الدین السعدی ان النجوس اذا کان لا ینہزم فلا یاس بالاکل معہ و ان کان  
ینہزم فلا یاکل معہ لانہ یظہر الکفر و الشرک فلا یاکل معہ حال ما یظہر الکفر کذا فی  
آخر الفصل العاشر من سیر الذخیرۃ انتہی۔

نصاب الاحتساب و ہل یا کل مع الکافر ان کان مرۃ او مرتین لتالیف قلبہ علی  
الاسلام فلا یاس فانہ صلی اللہ علیہ وسلم اکل مع کافر مرۃ فحملنا علی اللہ کان

کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ظالم کی بات ہے کہ کما دے تو اپنے غیر دین والے کے ساتھ۔  
اور یہ حدیث دلیل ہے اس پر کہ غیر دین والے کے ساتھ نہ کما چلتے۔ روایت ہے کہ کما یا حضرت صلی اللہ  
علیہ وسلم نے ساتھ غیر دین والے اپنے کے توفیر ہے کہ ان دونوں میں موافقت دیجادے۔  
اور وجہ اس حدیث کی کہ ہم نے اول روایت کی ہے یہ کہ کما یا ایک یا دو بار اور یہ حدیث حل کی گئی  
ان کے ساتھ کمانے پر اور ذکر کیا قاضی امام رکن الدین سعدی نے کہ مجوس اگر نہ فرمہ کریں  
تو کچھ مضائقہ نہیں ان کے ساتھ کمانے میں اور اگر فرمہ کریں تو نہ کما دیں ان کے ساتھ اسوقت کہ وہ ظاہر کرتے  
میں کفر اور شرک پس نہ کمایا جاوے ان کے ساتھ اسوقت کہ وہ ظاہر کریں کفر اور شرک یہ ہی دسویں فصل کا  
آخر سیر ذخیرہ کا۔

نصاب الاحتساب میں ہے اور کیا کما دے ساتھ کافر کے پس اگر ہر دے ایک بار یا دو بار صلی اللہ علیہ وسلم  
دل لگا دے ان کے کے اسلام پر تو کچھ مضائقہ نہیں ہے اسلئے کہ کما یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے  
ساتھ کافر کے پس کیا جنے کہ یہ کیا حضرت نے

تالیف قلب علی الاسلام ولكن يكره المد اومة عليه لما روى عن النبي صلى الله عليه وسلم انه قال من الجفاء ان تاكل مع غير اهل دينك وحمل هذا الحديث على المد اومة اد على ان لم يكن نية تالیف قلبه على الاسلام وحمل الحديث الاول على ان من كان نية تالیف قلبه على الاسلام توفيقا بين الحديثين -

مگر اس زمانہ کے ان عالموں سے جنہوں نے ان روایتوں کو اہل کتاب کے ساتھ صرف ایک دفعہ کما ناجائز ہونے اور اس سے زیادہ ناجائز ہونے پر دلیل پیش کیا ہے ان سے صریح غلطی ہوئی ہے اس لئے کہ ان روایتوں میں جو احکام ہیں وہ مجوس اور بت پرست مشرکوں کے ساتھ کمانے میں نہ اہل کتاب کے ساتھ اور جس شخص نے استثنائی جی سے ہی قرآن پڑھا ہو گا وہ بھی جانتا ہو گا کہ قرآن مجید میں بہت سے ایسے احکام مشرکین کی نسبت ہیں جو اصل کتاب سے علاقہ نہیں رکھتے پس ان روایتوں کو اہل کتاب کے ساتھ کمانے پر استدلال کرنا صریح غلطی ہے اور نہ یہ روایتیں الہامی قومی میں جو قرآن اور احادیث صحیح کے مقابل لائی جاویں مگر ہم تو لی اور دوستی کے منوع ہوئی کی زیادہ تر تحقیقات کرتے ہیں اور جو تو لی کہ شرعاً منع ہے اسکو بالتصریح بیان کرتے ہیں چنانچہ ان آیتوں کو نقل کر کر جن میں تو لی کی نہی آئی ہے پر اسکی تصریح و تحقیق لکھینگے۔

دوسرے تالیف اُسکے کے اسلام پر مگر مکر وہ ہے مادامت اسپر اسلئے کہ روایت ہے کہ فرمایا حضرت نے کہ ظلم ہے کما غیر دین دایکے ساتھ اور حل کیجاتی ہے یہ حدیث منع کی اوپر مادامت کے یا اسپر کہ نمودے نیت اُسکے تالیف قلب کی اسلام پر اور حل کی گئی حدیث پہلی اسپر کہ ہودے نیت تالیف قلب کی اسلام پر۔ واسطے موافقت کے دونوں حدیثوں میں۔

آیت اول یا ایہا الذین آمنوا لاتتخذوا الیہود والنصارى اولیاء بعضہم  
 اولیاء بعض ومن یقولہم منکم فانہ منصف ان اللہ لا یمشی العقود الطالمین  
 فترى الذین فی قلوبہم مرض یسارعون فیہم یقولون نخشے ان تصیبننا  
 دائرۃ فحسے اللہ ان یاتق بالفتنہ وامر من عندہ فیصیحوا علی ما اسروا فی انفسہم  
 نادین ویقول الذین آمنوا اھولاء الذین اقسموا باللہ جہدا یمسکناہم  
 لمعکم حبطت اعمالہم فاصبحوا خاسرین -

آیت دوم یا ایہا الذین آمنوا لاتتخذوا الکافرین اولیاء من دون المؤمنین  
 آیت سوم لاتتخذ المؤمنون الکافرین اولیاء من دون المؤمنین -  
 آیت چہارم یا ایہا الذین آمنوا لاتتخذوا عدوی وعدائکم اولیاء تلحقون الیہود بالمودة -

لے اے ایمان والو نہ بناؤ تم یہود اور نصاریٰ کو اپنا دوست کہ احض ان کے دوست میں بعض کے اور  
 جو کوئی اپنے دوستی کریگا ان میں سے ہوگا بیشک اللہ تعالیٰ نہیں راہ سوجاتا ہے قوم گنہگار کو پس  
 دیکھو کہ اتوں لوگوں کو کہ جن کے دل میں مرض ہے جلدی کرتے ہیں ان کے اندر اور کہتے ہیں کہ ہم ڈرتے  
 ہیں کہ پہونچے ہم پر کوئی سخت گردش سو قریب ہے کہ اللہ دیوے فتح یا لادے ایک امر اپنے پاس  
 سے پس ہو جائیگے یہ لوگ اور اے کے کہ چپایا انہوں نے اپنے دل میں پشیمان اور کہتے ہیں ایمان والے  
 کہ قسم کھائی ان لوگوں نے اللہ کی بہت مضبوط قسم کہ دے بیشک تمہارے ساتھ میں مٹ گئے کام  
 ان کے اور ہو گئے ٹوٹے والے -

لے اے ایمان والو نہ بناؤ تم کافر و کدود دوست سوائے مؤمنین کو -

لے چاہے کہ نہ بناویں ایمان والے کافر و کدود دوست سوائے مؤمنین کے -

لے اے ایمان والو نہ بناؤ تم میرے دشمن کو اور اپنے دشمن کو دوست کہ تمہاری طرف ساتھ دوستی کے -



آیت پنجم <sup>۱</sup> ولا تقعد بعد الذکر فی معہ القوم الظالمین -

آیت ششم <sup>۲</sup> لا تجددوا یومنون باللہ والیوم الآخر یادیون من عادی اللہ ورسولہ  
لو کانوا ابائہم سدا و ابناہم سدا و اخواتہم سدا و عشیرتہم -

ان سب آیات کی نسبت اور جو کہ انکی مثل میں ہم یہ بیان کرتے ہیں کہ ان آیات سے  
موالات عموماً ممنوع شرعی نہیں ہے بلکہ صرف وہی موالات جو من حیث الدین ہو حرام  
اور ممنوع شرعی بلکہ کفر ہے اور موالات من حیث الدین یہ ہے کہ ہم کسی شخص کو اس وجہ سے  
کہ اسکا مذہب اور دین جسکو اسنے اختیار کیا ہے بہت اچھا ہے دوست رکھیں اور صرف  
اسی قسم کی موالات منع ہے نہ اور کسی قسم کی -

ہم مسلمان اپنے مذہب کے علماء متقدمین اور اعلیٰ راہدارانہ سے محبت کرتے  
میں اور کوئی دنیاوی غرض ان سے یا کوئی جلی اور فطرتی محبت ان سے نہیں رکھتے نہ  
کسی قسم کے دنیاوی اسان کے سبب ان سے محبت رکھتے ہیں اور نہ کسی قسم  
کی محبت باعتبار معاشرت کے ان سے رکھتے ہیں پس جو محبت کہ ہماری ان کے  
ساتھ ہے وہ صرف باعتبار دین کے ہے - لاہند کانوا اعلماؤ دیننا و اتقناؤ مذہبنا و اولیائنا  
الامۃ المرحومۃ اللہ تعالیٰ فیہا پس اگر اس قسم کی محبت کسی غیر کے ساتھ رکھی جائے  
تو اور نہ پیشہ تو بعد یاد آنے کے ساتھ قوم گنہگار کے -

۱۔ مذہب یا گناہوں سے قوم کو ایمان رکھنے میں ساتھ اللہ کے اور اس کے رسول کو کہ دوستی کریں اسکو ساتھ جو گناہ  
کرتے اللہ اور اس کے رسول سے اگرچہ جو ہیں وہ ان کو باپ یا بیٹا یا بانی یا ان کے کہنے کے  
ساتھ اسلئے کہ وہ تھے علماء ہمارے دین کو اور پرہیزگار ہمارے مذہب کے اور ہستار اولیاء اس امت  
موجودہ کے کہ جس میں ہم ہیں -

بیشک حرام اور بلکہ کفر ہے اور ماسوا اسکے جو اور قسم کی محبتیں ہیں وہ لا باس بہ ہیں اور ممنوع شرعی نہیں ہیں بلکہ ان کے کرنے میں ہم مامور ہیں اور ہم پر فرض ہے کہ جیسا دین محمدی میں رحمت و شفقت عام ہے وہی شفقت و رحمت ہم تمام لوگوں کے ساتھ خواہ وہ مشرک ہوں خواہ اہل کتاب ہوں اور اپنے تئیں اس رحمت و شفقت محمدیہ کا نمونہ بنائیں کہ تمام لوگ ہمارے دین کی حقیقت پر ہمارا نمونہ دیکھ کر یقین لائیں اور عنادات اور گمراہی سے نکل کر صراطِ مستقیم پر آئیں نہ یہ کہ ہم اپنے مذہب کو اور مذہبوں میں ایسا بنا دیں کہ پیشوں میں تصالی کا پیشہ و مافضل اولیاء امتنا الہذا فانہم نور و ابورالاعلاق المحدثۃ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والنجیۃ و قولوا وادوا مع الذین کافوا انیکون اللہ و یجیدون الذنا فانما اخلاق المحدثۃ فی کل صغیر و کبیر من البریۃ فانشر نور الاسلام فی الافاق و ہدی ہم الی طریق الوفاق وان کافوا قضا علی طالعہ کمال مسئلے نہ مانتا لا نقضوا من حقہ حصم۔

مسلمانوں کو ان عورتوں سے جو کافرات اصل کتاب میں نکاح کرنا درست ہے باوجود اسکے کہ وہ اپنے مذہب پر ہیں اور ہم اپنے مذہب پر قال اللہ تعالیٰ والمحصنات من الذین لے اور نہیں کیا ہے اولیا ہماری مسکن گریہی اسلئے کہ منور ہووے وہ بنور اخلاق محمدیہ کے علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والنجیۃ اور دوستی اور موالات کی انہوں نے ان کے ساتھ جو منکر تھے اللہ کے اور عبادت کرتے تھے تمہوں کی پس انہوں نے اخلاق محمدیہ نے ہر چوڑے اور بڑے میں سب خلقت میں اور پس گیا نور اسلام کا جہان میں اور ہدایت کی انکو طرف راہ موافقت کے اور اگر جوتے یہ لوگ بد خوشت دل شل ہمارے زمانہ کے مسلمانوں کے تو بیشک بہا گئے وہ لوگ انکے پاس سے۔

لے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور عورتیں پاک

ادّٰتِ الْکِتَابِ مِنْ قِبَلِکُمْ وَاٰی مَوَدَّةٍ اَقْرَبَ مِنْ الزَّوْجِیَّةِ لَکِنَّ لَیْسَتْ تِلْکَ الْمَوَدَّةُ مِنْ حِیْثُ الدِّیْنِ۔

کفار و الدین کے ساتھ محبت کرنے کا حکم ہے بقولہ تعالیٰ و اخفض لہما جنا الذل من الرحمة و قال عز اسمہ وان جاہلک علی ان تشرک بی ما لیس لک بد علم و فلا تطعہما و صاحبہما فی الدنیا معروفا لکنہ لیست تِلْکَ مِنْ حِیْثُ الدِّیْنِ۔ صلہ رحم کا حکم ہے اور جبکہ مسلمان اہل کتاب کے ساتھ نکاح کرتے ہیں تو انکی تظلا و کے ذوی الارحام اہل کتاب ہوتے ہیں کہ انکو اُن کے ساتھ تود و اور صلہ واجب ہے لکنہ لیس من حیث الدین۔

ہمسایہ کے ساتھ اگرچہ کافر ہو محبت اور احسان کرنے پر ہم مامور ہیں لکنہ لیس من حیث الدین۔

نُوْخٌ خَدَّیْ تَعَالٰی اَنے مسلمانوں میں اور اہل کتاب میں بالتحقیق نصاریٰ کے ساتھ تود و ہونا یا حیث قال عز وجل لتجدن اشد الناس عداوة للذین آمنوا الیہود و الذین اشترکوا و لتجدن اقرب مودة للذین آمنوا الذین قالوا انما

پاک کتاب والوکی اور کونسی دوستی زیادہ قریب ہے زوجیت سے مگر نہیں ہے یہ دوستی باعتبار دین کر۔ لے اور جبکا وے اُنکے بے باز و اذات کا سبب رحمت کے اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور اگر جبکہ اگر میں تیرے باپ کو شریک کرے تو میرے ساتھ اُسکو کہ جبکا علم تہہ کو نہیں ہے تو انکی اطاعت مکر اور اُن کے ساتھ دنیا میں نیکی سے مگر یہ محبت باعتبار دین کے نہیں ہے۔

لے کما اللہ تعالیٰ نے اور پائیگا تو سخت سب سے دشمنی میں مسلمانوں کے یو د کو اور انکو جو مشرک ہیں اور پائیگا تو قریب تو دوستی میں مسلمانوں کے اُن کو جو کہتے ہیں کہ ہم نصاریٰ ہیں۔

ذالک بان منہم قیسین درہباناً وانہم لا یتکبرون۔

پس ان آیات سے ثابت ہوا کہ مطلق تو وہ ممنوع شرعی نہیں ہے نہ ان آیتوں کے احکام میں داخل ہے بلکہ وہی تو وہ ممنوع ہے جو من حیث الدین ہووے۔

مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب ایک رسالہ میں جو تحفہ ثناء شریعہ کے لکھنے کے بعد سئلہ تفصیل میں لکھا ہے اسکے مقدمہ چارم میں ارقام فرماتے ہیں کہ تعظیم شرعی آنست کہ منی باشد بر محبت اللہ و فی اللہ و ولایت و دوستی از دل و این معنی در غیر اصل فضل برگز در مشرین وار و نشد و انتہی۔

پس محبت و مودت غیر مشروع وہی ہے جو کہ خیر اصل دین سے من حیث الدین ہوا اور جو آیات کہ اوپر مذکور ہوئیں ان سب میں اسی قسم کی محبت کی نہی وارد ہے چنانچہ ہر ایک آیت کی تفسیر بالتفصیل اس مقام پر لکھی ہے۔

پہلی آیت منافقین کے حق میں اور خصوصاً عبداللہ ابن مالک ابن ابی سلول کے معاملہ میں وارد ہوئی ہے جو ظاہر میں ایمان لایا تھا و حقیقت محبت من حیث الدین دینہ کے یہودیوں کے ساتھ رکھتا تھا جبکہ فتوے اور حکم پر تمام دینہ کے لوگ چلتے تھے چنانچہ تمام اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ وہ منافقین کے حق میں ہے جو مسلمانوں سے من حیث الدین کچھ ہی محبت نہیں رکھتے تھے تفسیر معالم میں لکھا ہے فتر علی الذین فی قلوبہم مرض اھی نفاق یعنی عبداللہ ابن ابی و اصحابہ من المنافقین الذین یوالون الیہود و یسارعون

اور یہ اسلئے کہ ہیں ان میں عالم اور پرہیزگار اور یہ لوگ خود نہیں کرتے ہیں۔

اے پس دیکھتا تو ان لوگوں کو جن کے دل میں مرض ہے یعنی نفاق ہے یعنی عبداللہ بن ابی اور اسکے ہمراہی منافقین کہ دوستی رکھتے تھے یہود سے اور جلدی کرتے تھے۔

فایہم ای فی معق سہ و موالاتہ علی ما اسروا فی انفسہم من موالات الیہود  
ومن الاخبار الیہم اھل الذین اقساموا باللہ حلفوا باللہ جہدا ایمانہم ای  
حلفوا بالغلط الايمان انھم لعلکم ای انھم لمؤمنون یرید ان المؤمنون یرید ان  
المؤمنین حیث تذکرہ من کذبہم وحلفہم بالباطل۔

پس بیشک جو اس طرح کی محبت غیر دین والوں سے رکھے وہ حرام اور منکر شرعی ہے  
اس آیت کی تفسیر ایک اور دوسری آیت سے ہوتی ہے وہ یہ ہے قال اللہ تعالیٰ بشیرا لئن  
بان لہم عذابا الیہما الذین یتخذون الکافرین اولیاء من دون المؤمنین ایتھن عنہم  
العرۃ فان العرۃ للہ جمیعاً۔

تفسیر نیشاپوری میں لکھا ہے کہ المنافقین یوں ادوں الیہود اعتقاد انہم ان امر محمد  
الایمہ و حیث تذکرہ فی حق ان بصلہم و یحصل لہم ہم قوت و غلبہ۔

ان کے اندر یعنی انکی مدد گاری اور انکی دوستی میں۔ اور ان کے کہ چاہا یا انہوں نے اپنے واپس موالات  
یہودی اور غیر دین کی انکو۔ کیا وہی لوگ ہیں جنہوں قسم کھانی ساتھ اللہ کے بہت سخت و مضبوط قسم کہ  
بیشک وہ ان کے ساتھ میں یعنی بیشک وہ مسلمان میں مراد یہ ہے کہ مسلمان تعجب کرے تھے ان کے  
جہوت بولنے سے اور ان کی یہود وہ قسم کھانے سے۔

اللہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے خوشخبری دے تو منافقوں کو کہ انکو عذاب ہے سخت یہ لوگ ہیں کہ بتاتے ہیں  
کافروں کو دوست سوائے مومنوں کے۔ کیا چاہتے ہیں ان کے پاس عزت۔ بیشک بتاتے  
سب دھوکے اللہ کو ہے۔

ان منافقین دوستی رکھتے یہود سے ہیں اعتقاد کہ کام میرا پورا نہ ہو گا اور اب فائدہ مند نہ ہو گے  
یہود کے دھوکے کے ساتھ اور لیکن انکو بسبب یہود کے قوت اور غلبہ

اور تفسیر کشاف میں ہے دُکَاوَا یَمَیْلُوْنَ الْکُفْرَ وَیُوَالِیْنَہُمْ وَیَقُولُ بَعْضُہُمْ لِبَعْضٍ لَا یَتَمَرُّ عَلَیْہِمْ حَتّٰی یَقُولُوا اَلْیَمُوْدُ۔

اور تفسیر زہد میں ہے وَمَنْ یَتَوَلَّحْہُمْ مِنْکُمْ فَانْہُ مِنْہُمْ ہر کہ دوستی دار و بالانشاء سے ان ایشیاں ست اس وعید کے راست کہ دوستی دار و بالاصل کتاب حکم عقیدت و دیانت۔

پس منافقین کی دوستی کفار کے ساتھ یا تو من حیث الدین ہے یا اسوجہ سے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتقاد نہیں رکھتے تھے پس اسی قسم کی دلا اور دوستی شرعاً ممنوع ہے۔

آیت دوم اس آیت میں بھی جو لفظ اولیاء کا آیا ہے اُس سے بھی محبت فی الدین مراد ہے جیسا کہ اوپر مذکور ہوا تفسیر کشاف میں اسی آیت کے نیچے لکھا ہے کہ خُصْلَافِ کَافِرُوْنَ کے ساتھ کرنا پاپ ہے اور خلوص مسلمانوں کے ساتھ جسکا صاف منشا یہ ہے کہ حسن معاشرت کفار کے ساتھ منع نہیں الا خلوص یعنی محبت من حیث الدین مسلمانوں کے ساتھ ہونی چاہئے۔

عَنْ صُعَصُعَةَ بْنِ صُوحَانَ اَنَّهُ قَالَ لَابْنِ اَخٍ لَّہٗ خَاصُّ الْمُؤْمِنِ وَخَالِقُ الْکَافِرِ

۱۰ اور وہ میلان رکھتے تھے کافروں کے ساتھ اور دوستی کرتے تھے اُن کے ساتھ اور کہتا تھا بعض بعض کو کہ نہیں پورا ہو گا کام محمد کا تو دوستی رکھو یہود کے ساتھ۔

۱۱ صُعَصُعَةُ بْنُ صُوحَانَ سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنے بیٹے کو کہا کہ خلوص سے محبت کرو مؤمن کے ساتھ اور خلق کرو کافر کے ساتھ

وَالْفَاجِرَانِ الْعَلَجِرِيَّ ضَعِيفًا بِالْخَلْقِ الْحَسَنِ وَإِنَّهُ يَحِقُّ عَلَيْكَ أَنْ تَخَالَصَ الْمُؤْمِنِينَ  
 علاوہ اسکے یہ آیت نصاریٰ کے لئے آئی تھی جو حلیف یعنی دینی بہائی بنے قرظیہ کے  
 تھے جب انہوں نے پوچھا کہ اب ہم کس سے دوستی کریں تو حضرت نے فرمایا کہ مہاجرین سے  
 اور اس وقت یہ آیت نازل ہوئی جس سے صاف ظاہر ہے کہ جو محبت کہ من حیث الدین ہو  
 وہی ممنوع شرعی ہووے۔

قَالَ الْأَمَامُ الرَّائِزِيُّ فِي تَفْسِيرِهِ الْكَبِيرِ وَالسَّبَبُ فِيهِ أَنَّ الْأَنْصَارَ بِالْمَدِينَةِ كَانَ  
 لَهُمْ فِي بَنِي قُرَيْظَةَ رِضَاٌ وَحَلْفٌ وَمَوَدَّةٌ فَقَالُوا لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 مَنْ نَقُولُ فَقَالَ الْمُهَاجِرُونَ فَنَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ۔

اور دوسری روایت اس آیت کی شان نزول میں یہ لکھی ہے کہ یہ آیت منافقوں سے  
 موالات کرنے کے امتناع میں آئی ہے یعنی سچے مسلمان منافقوں کو بھی سچا مسلمان سمجھتے  
 تھے مسلمانوں کی سی محبت ان کے ساتھ رکھتے تھے اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ منافقین  
 سچے مسلمان نہیں ہیں ان کے ساتھ سچے مسلمانوں کی سی محبت نہ کرو۔

اور فاجر کے ساتھ سو یہ فاجر خوش ہوگا ساتھ خلق نیک کے اور حق تیرے دہرے دہرے ہے کہنا نصیر  
 دوستی کرو مسلمانوں سے۔

لے کما امام رازی نے اپنی تفسیر کبیر میں اور سبب یہ ہے کہ انصار مدینہ کو قرظیہ کے ساتھ پیشگی  
 اور دینی بہائی ہونا تھا اور دوستی ان کے ساتھ تھی تو انہوں نے عرض کیا حضرت رسول اللہ صلی  
 اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کہ اب ہم کس سے دوست کریں آپ نے فرمایا مہاجرین کو تو نازل ہوئی  
 یہ آیت۔

قال الامام الرازی فی تفسیرہ الکبیر قال فقال وهو ان هذا اخي للمؤمنين  
من موالات المنافقين يقول قد بئت لكم اخلاق هؤلاء المنافقين ومذاهبهم فلا  
تتخذن منهم اولياء -

اور تفسیر کشاف میں لکھا ہے لا تتخذن والکافرين اولياء لا تشبهوا بالمنافقين  
فی الخاؤمہما اليهود وغيرہم من اعداء الاسلام اولياء - منافقین ظاہر میں مسلمانوں  
سے ملے ہوئے تھے اور باطن میں ولی محبت من حیث الدین کافروں سے رکھتے تھے  
پس اس طرح کی محبت کافروں کے ساتھ رکھنے میں مانعت فرمائی۔

وقد كان تلك الاحكام في ابتداء الاسلام ولا يميز المسلم من المنافق ولا يميز الخبيث  
من الطيب ويشبهه المنافق بالمسلم الصادق ويتشابه اهل الحق واهل الكذب فان المسلمين  
الذين كانوا احاديثي عهد بالاسلام يفعلون كما كان يفعل المنافقون من الاحكام  
واما الان فظهر ما ظهر من الدين ولم يبق احد من المنافقين فالمسلمون مسلمون بحت

لے لکھا امام رازی نے اپنی تفسیر کبیر میں کہ کما قال نے اور بات یہ ہے کہ یہ منع کرنا ہے مسلمانوں کو  
دوستی منافقین سے فرماتا ہے اللہ تعالیٰ کہ جب ظاہر کیا میں تمہارے لئے اخلاق منافقین کو  
اور ان کو مذہب تو اب نہ بناؤ انکو اپنا دوست -

لے نہ بناؤ تم کافر و کفر دوست نہ مشابہت کرو منافقین کی دوستی کرنے میں یہود و غیرہ دشمنان اسلام کی۔  
لے یہ احکام ابتداء اسلام میں تھے اور نیز نہ تھی جب مسلمان اور منافق میں اور برے نیک میں  
اور ہم کل تھا منافق مسلمان صادق کے اور تشابہ تھے اہل حق اور اہل کذب کیونکہ مسلمان  
ابھی نئے مسلمان ہوئے تھے اسی طرح کرتے تھے کہ جس طرح منافقین کرتے تھے مگر اب ظاہر  
ہوا جو کچھ کہ ظاہر ہو ادین اسلام اور نہ کوئی منافق تو مسلمان اب سچے ہیں۔



وامتنان الكافرين والمسلمون بخلق وخلق ولم يبق التشابه والتشاكل لا في التعامل ولا في تناول فان في العلة فاین المعلول وظهر الحق المعلول فلا باس بان يعاشر المسلمون بالكفار بحسن المعاشرة بل الان انك يظهر الاخلاق المحمديّة بكل من خالفنا في الدين والسجدة ليعق حق الدين القويّد ويصدق خلق نبينا وانتك الخلق عظيم آيت سوم هي منافقين کے حق میں وارد ہے امام فخر الدین رازی نے تفسیر کبیر میں اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے واعلم انه تعالى انزل آيات اخر كثيرة في هذا المعنى فمنها قوله تعالى لا تتخذوا بطانة من دونه و قوله لا تجدوا مؤمنين بالله واليوم الآخر يوادون من حاد الله ورسوله و قوله لا تتخذوا اليهود والنصارى اولياء و قوله يا ايها الذين آمنوا اتقوا الله واعدوا وعدا وكذبا و اولياء وقال المؤمنون والمؤمنات

اور میرے گئے کافر اور مسلمان اپنی اپنی شکل اور عادات میں اور نہ اپنی راہ و شکل اور مشابہ ہونا نہ بیچ بڑاؤ کے اور نہ لین دین میں پس جاتا رہا اب وہ سبب تو اب کہاں ہے وہ حکم اور غالب ہو گیا حق آفت رسیدہ تو اب کچھ مضائقہ نہیں کہ معاشرہ کریں مسلمان کفار کے ساتھ بحسن معاشرہ بلکہ اب وہ وقت ہے کہ ظاہر کیا جاوے اخلاق محمدی ہر ایک کے ساتھ جو مخالف ہے ہمارے دین اور عادات میں تا تحقیق ہووے حقیقت دین راست کی اور صادق آوے خلق ہمارے نبی کا کہ تو بیشک او پر خلق بزرگ کے ہے لے اور جان تو کہ اللہ تعالیٰ نے اُماری میں آیتیں اور بہت اس معنی میں ایک یہ آیت ہے کہ نہ بناؤ تم دوست ولی سوائے اپنے اور ایک یہ کہ نہ پالو گاتو اس قوم کو کہ ایمان لائے ہیں اللہ اور قیامت پر کہ دوستی کریں اس شخص کے ساتھ کہ مخالفت کرے اللہ اور رسول سے اور ایک یہ کہ نہ بناؤ تم یہود اور نصاریٰ کو اپنا دوست اور ایک یہ ہے کہ نہ بناؤ تم میرے اور اپنے دشمن کو اپنا دوست اور ایک آیت یہ ہے کہ مسلمان مدد اور خیر میں آپس میں

بعضہم اولیاء بعض واعلم ان کون المؤمن موالیاً للکافر محتمل ثلثہ اوجہ احدها ان يكون مراضياً بکفره ويتولاہ لاجله الا ان کل من فعل ذلك کان مصوباً لہ فی ذلك التی وتصویب الکفر کفر والرضی بالکفر کفر فلیستحیل ان یبقی مؤمناً مع کونه بهذه الصفة وثانیها المحاشرة الجحیلة فی الدنیا بحسب الظاهر وذلك غیر ممنوع منه والقسم الثالث وهو المتوسط بین التسمین الاولین هوان موالاة الکفار بمعنی الرکون الیهم والمعونة والمطاهرة والنصرة اما بسبب القرابة او بسبب المحبة مع اعتقاده ان دینہ باطل و هذا لا یوجب الکفر الا ان ھ منه عنه لان الموالاة بهذا المعنی قد یجر الی استحسان طریقته والرضی لدینہ وذلك ینجزجه عن الاسلام فلا جرم ھدده الله تعالی فیہ فقال ومن یفعل ذلك فلیس من الله فی شئ انستھ۔

ایک دوسرے کے دوست ہیں اور جان تو کہہ بنا مسلمان کا دوست کافر کے لئے تین وجہ سے ہے ایک یہ کہ ہوگا مراضی اسکے کفر سے اور اس سبب سے اس سے دوستی کر لیا تو بیشک اس کو سب کام کو دوست اور پسندیدہ کر لیا اور دوست اور پسند کرنا کفر کا کفر ہے اور خوش ہونا کفر کے ساتھ کفر ہے تو محال ہے کہ باقی رہے مسلمان مع اس صفت کے۔ دوم یہ کہ معاشرت و نیک دنیا میں باعتبار ظاہر کے اور یہ منع نہیں ہے۔ سوم یہ کہ یہ قسم متوسط ہے ان دونوں قسموں میں وہ یہ ہے کہ دوستی کرنا کافروں کے ساتھ بمعنی میلان اور اعتماد کے انکی طرف ساتھ دو گامی اور پشت پناہ اور یاری کے یا بسبب قرابت کے یا بسبب محبت کے مع اعتقاد اسکے کہ دین اسکا باطل ہے تو یہ موجب کفر نہیں ہے مگر بیشک منع ہے کیونکہ دوستی بدعتی بیشک پہونچاتی ہے طرف پسند کرنے طریقہ اسکے کے اور خوشنودی کے اسکے دین کے اور یہ نکلتا ہے اسلام سے تب لاچار ہو چکا یا اللہ تعالیٰ نے اس مقدمہ میں اور فرمایا کہ جو کوئی کر گیا یہ کام تو نہیں ہے اللہ سے کسی چیز میں تمام ہوا کلام اسکا۔

اگرچہ اس تفصیل کے بعد جو امام فخر الدین رازی نے لکھی بہکو باقی آیات سے بحث کرنے کی کچھ ضرورت نہیں رہی تھی مگر احساناً علی المتعصمین ہم ان آیات کی تفسیر لکھتے ہیں۔

چوتھی آیت حاطب ابن ابی بلتعہ کے معاملہ میں وارد ہوئی یہ بڑے صحابی ہیں اور جنگ بدر میں بھی موجود تھے اور اعرابی ہیں مگر ایام جاہلیت میں قریش کے ساتھ حلیمت یعنی دینی بہائی تھے اس سبب سے انہوں نے اہل مکہ کو کچھ حال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا لکھ بھیجا تھا کہ ان کا مال و سباب و بال بچہ سب مکہ میں تھے وہ خط کھڑا کیا ان سے حضرت نے جب پوچھا تو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ لا تعجل علی انی کنت امرء مصلحتانی قریش کنت حلیمًا ولما کن من انفسہم وکان محلث من المهاجرین من لہم مترابات یحمرن اہلیہم و اموالہم فاجبت اذا فاتنی ذلک من النسب فیہم ان اتخذ عندہم یمیناً یمون عترتی فلما فعلہ ارتداد عن دین ولا رضا با لکفر بعد الاسلام فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اما انہ قد صدق کلمہ فقال عمر یا رسول اللہ دعنی اضرب عنق هذا المنافق فقال انہ قد شہد بدر او مایدرایت لعل اللہ طمع علی من شہد بدر

صلی اللہ علیہ وسلم نے جلدی کیجئے مجھ پر میں ہوں ایک مرد خوش باش قریش میں اور تم انکا دینی بہائی اور نہ تم میں انکی قوم میں سے اور جتنے لوگ آپ کے ساتھ مہاجر ہیں ان سب کو قمریہ کہتے ہیں کہ حیات کرتے ہیں وہ اہل اور ان کے مال کی تو پسند کیا سینے کہ جب فوت ہے مجھ میں نسب ان سے تو کڑوں میں ان کے ساتھ ایک احسان کہ حیات کرینگے میرے کنبہ کے سونہیں کیا مینے دین سے قریب ہوئے کیلئے اور کفر کے ساتھ خوشی کے لئے پس فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیشک اس شخص سے جو کہلاتے ہیں کہ حضرت عمر نے مجھ کو اجازت ہو کہ اردن میں گردن اس منافق کی تو فرمایا حضرت نے کہ یہ بیشک بدر میں موجود تھا اور کیا معلوم ہے تجھ کو شاید مطلع ہو اللہ تعالیٰ ان پر جو بدر میں تھے

فَقَالَ اَعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ قَدْ غُفِرَ لَكُمْ فَانْزَلَ اللهُ تَعَالَى هَذِهِ السُّورَةَ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِي وَعَدُوَكُمْ أَوْلِيَاءَ تَلْقَوْنَ الْيَحْيَمَ بِالْمُودَةِ انْتَهَى مَا فِي الْعَالَمِ أَوْ سَبَّ تَقَابِيرِ  
میں بھی یہی ہے۔

ابن عور کرنا چاہے کہ اگرچہ یہ مودت جو باضار وین اور باضار مسلمین ہی منع ہوئی مگر جو کہ مودت من حیث الدین نہ تھی تو من یتولسہ منکم فأنہ منکم میں داخل نہیں ہوئی اور نہ اس قسم کا فعل من شہد بدلہ سے وقوع میں آسکتا تھا۔

اس بیان کا زیادہ تر ثبوت اس کے بعد آئی آیت سے ہوتا ہے تفسیر نیشاپوری میں لکھا ہے لَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ الْمَذْكُورَةُ فِي حَقِّ حَاطِبِ ابْنِ بَلْعَةَ فَشَدَّ الْمَوْتُونَ فِي عَدَاوَةِ أَقْرَابِهِمْ وَعَشَائِرِهِمْ فَنَزَلَ آيَةُ الْإِنْحِيَاكُمْ اللَّهُ عَنْ الَّذِينَ لَوْ قَاتَلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَلَمْ يُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِكُمْ أَنْ تَبَرُّوهُمْ وَتُقْسِطُوا إِلَيْهِمْ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ إِنَّمَا يُنْحِيَكُمُ اللَّهُ عَنْ الَّذِينَ قَاتَلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَأَخْرَجُوا مِنْ دِيَارِكُمْ وَطَاهَرُوا عَلَىٰ أَخْرَاجِكُمْ أَنْ تُولَّوْهُمْ وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ فَاُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ  
سو کہا اللہ تعالیٰ نے تم جو چاہو کرو مگر نہ بے نیابت یا تم کو پس نازل ہوئی یہ سورت اسے مسلمانوں نے بناؤ تم میرے اور اپنے دشمن کو دوست نہ کرلو تم انکی طرف ساتھ دوستی کے تمام ہو جو معاملہ میں ہے۔

لے جب نازل ہوئی یہ آیت مذکورہ بیچ حق حضرت حاطب ابن ابی بلتعہ کے سختی کی مسلمانوں نے بیچ عداوت اپنے رشتہ داروں اور کہنوں کے تویہ آیت نازل ہوئی نہیں منع کرتا ہے اللہ نکو ان لوگوں

سے کہ قتال کیا انہوں نے تم سے دین میں اور نہیں نکالا تمکو تمہارے وطن سے اور کہا یہ کیسے توجہ  
اور انصاف کرو تم ان کے ساتھ کہ بیشک اللہ دوست رکھتا ہے ان  
بڑھاپہ رحمتہ اللہ علیہ نے کہ مبتلا ہوا  
نکو صرف ان لوگوں سے کہ قتال کیا تم سے انہوں نے  
پہلے ان کے معتمدی ہوئیے تھا اور امام حجت  
مدد دی تمہارے نکالنے پر یہ کہ دوستی کرو تم ان کے احرام میں ہوتا ہے۔

پس اس آیت سے بخوبی ثابت ہے کہ تولی مبیعہ می ہے جو من حیث الدین ہو اور اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ آیت بعد جنگ بدر کے نازل ہوئی ہے اور جنگ بدر ضرور بعد آیت قتال و سیف کے ہوئی تھی تو نازل ہونا اس آیت کا بھی بعد آیت سیف ثابت و متحقق ہوتا ہے۔ آیت خبسم یہ ساری آیت اس طرح پر ہے وَاِذَا مَرَّ ابْنُ الدِّينِ بِخُضْنُونَ فَاَعْرَضَ عَنْهُمْ خُضْنُوْا فَاِذَا مَرَّ ابْنُ الشَّيْطَانِ فَلَا تَقْعُدُوْا عَنْهُ بَعْدَ الْاٰمَانِ

مع القوم الظالمين -

اس آیت کو اس معاملہ سے جس میں ہم گفتگو کر رہے ہیں کچھ تعلق نہیں ہے کفار قریش ہمارے دین کی اور ضرور کی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے اسکی تکذیب کرتے تھے اور اپنی مجلسوں میں اسپرستہ کیا کرتے تھے اس آیت میں صریحاً اتنا حکم آیا کہ جب مشرکین اپنی مجلسوں میں دین کے ساتھ استہزا کریں اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر طعن کریں تو ایسی مجلسوں میں شریک ہونے سے احتراز کرو۔

قال الامام فخر الدين الرازي في تفسيره الكبير ان اولئك الملكيين ان ضمو الى كفرهم وتكذيبهم الاستهزاء بالدين والطعن في الرسول فانه يجب الاحتراز عن مقامهم وترك مجالستهم۔

اے اور جب کہے تو ان لوگوں کو کہ خوش کرتے ہیں ہماری آیات میں تو اعراض کر دینے یہاں تک کہ خوش کرنے میں ان کے۔

مات میں اور اگر پہلا دوسے تک کو شیطان اور نہ بیٹھ بعد یاد آنے کے ساتھ قوم ظالموں کے کیلئے اور کفر کے ساتھ خوشی۔

تفسیر کبریٰ میں کہ بیشک یہ بھٹلانے والے اگر ملا دیں اپنے کفر اور سچ بولنے والے پر کما حضرت عمرؓ نے بھگو اجازت ہو۔

بزرگ رسول پر تو بیشک واجب ہے پچانگی صحبت بیشک بدر میں موجود تھا اور کیا معلوم ہے بھگو شاید۔

اور اُس میں ہے نفل الواحدی ان المشرکین کا نواجسا المؤمنین وقوفی رسول<sup>ﷺ</sup>  
 صلی اللہ علیہ وسلم والقرآن فشتموا واستمروا فاضرهم ان لا یقعدوا معہم حتی  
 یخوضوا فی حدیث غیرہ -

وفوالکشاف یخوضون فی آیاتنا فی الاستقراء بما والطعن فیہا فكانت قریش  
 فی الدین ہم یفعلون ذلک فاعرض عنهم ولا تجالسمهم وقم عنهم حتی یخوضوا فی  
 حدیث غیرہ فلا بأس ان تجالسمہم حیثئذ -

پس یہ آیت ایسی مجلسوں کی نسبت ہے جن میں دین کے اوپر استنزا ہو یا جناب رسول  
 خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت نعوذ باللہ منہا کچھ بُرا بہلا کہا جاوے یہاں تک کہ صاحب کشف  
 نے صاف لکھ دیا ہے کہ اگر اور قسم کی باتیں ہوں تو اُس وقت اُس مجلس میں بیٹنا کچھ مضائقہ  
 نہیں ہے پس انگریزوں کے ساتھ جو مجلسیں کمانیکی ہوتی ہیں ان میں صرف دل لگی اور دنیا  
 کی باتیں ہوتی ہیں کہی ذکر کسی مذہب کا نہیں ہوتا اور نہ کوئی کسی پر ہنسنا ہے اور نہ کوئی لیکو  
 بڑا کتاب ہے پس اس آیت کو ایسے محل پر دلیل پکڑنا بجز ایک ہیودہ بات کے اور کیا ہے -

۱۰ نفل کیا واحدی نے کہ مشرکین جو ہمیشہ کرتے تھے مسلمانوں کی پڑتے رسول صلی اللہ علیہ وسلم  
 اور قرآن کی بحث میں پس بڑا کہتے تھے اور استنزا کرتے تھے تو حکم کیا انکو اللہ تعالیٰ نے کہ نہ بیٹیں  
 ساتھ مشرکین کے یہاں تک کہ خویش کریں اور کسی بات میں سوائے اسکے -

۱۱ اور کثرت میں ہے خویش کرتے تھے وہ ہماری آیات میں بیچ استنزا اور طعنہ زنی  
 قریش کہ اپنی مجلسوں میں یہ کرتے تھے تو اعتراض کر ان سے اور نہ  
 یہاں تک کہ خویش کریں کسی اور باب میں سوائے  
 میں اُس وقت -  
 ہوا حرام میں ہوتا ہے -



اب ہم یہ بات فرض کرتے ہیں کہ مواکلت کسی قسم کی تردد کا باعث ہوتی ہے اور یہ بھی فرض کرتے ہیں کہ عموماً تردد باہمی وجہ کان بموجب آیات سابقہ کے منفع ہے تو ہم اسکا جواب یہ دیتے ہیں کہ آیت و طعام الذین اوتوا الكتاب حل لکم و طعامکم حل لہم میں جو دونوں طرف کا کھانا ایک دوسرے کو آپس میں حلال کیا گیا ہے اور صاف فرمایا ہے کہ اصل کتاب کا کھانا ہلکا اور ہمارا کھانا انکو حلال ہے تو اشارۃ النص صریحاً اوپر جواز مواکلت کے دلالت کرتا ہے پس بالفرض اگر مواکلت سے کسی قسم کا تردد ہوتا ہے تو یہ آیت اُن تمام آیات کے لئے مخصوص ہوگی اور مواکلت جائز رہے گی۔

اب باقی میں چند روایات جن سے تعرض مناسب ہے تفسیر نیشاپوری میں ابو موسیٰ سے روایت ہے قال قلت لعمر بن الخطاب ان لی کتاباً نصرانیاً فقال مالک قال لا والله الا اتخذت حنیفاً الا سمعت هذه الایة یعنی لا تتخذوا الیہود والنصارى اولیاء قلت له دینہ ولی کتابتہ فقال لا الکرہم اذا اھا فہم اللہ ولا اعزہم اذا اذلہم اللہ ولا ادہم اذا ابعدہم اللہ اس حدیث کا کہیں حدیث کی کتابوں میں ٹھکانا نہیں اس قسم کی حدیثیں لایعبار بہ میں داخل ہیں۔

لے اور کھانا انکا جو دے گئے ہیں کتاب حلال ہے تمہارے لئے اور کھانا تمہارا حلال ہے انکے لئے مگر کھانا انہوں نے نہ کھائے عمر بن الخطاب سے کہ میرے لئے ایک منشی ہے نصرانی تو انہوں نے کھانا کیا ہوا تھکوا ہلاک کرے تھکوا اللہ تعالیٰ کیوں نہیں بنایا تو نے منشی دیندار کو کھانا نہیں دیا تو جابر آیت کہ نہ تو تم یہود اور نصاریٰ کو دوست کھائے اُس کے لئے ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہ بتلایا ہوا کتابت تو آپ نے کھانا نہ اکر ام کو انکا جب ذیل کیا انکا پہلے ان کے معتدی ہوئیے تھا اور امام حنابلہ نے انکو اور نہ پاس جھلا انکو جب دور کیا اللہ نے انکو حرام میں ہوتا ہے۔



اور جو حدیث فتاویٰ مطالب المؤمنین میں ہے ورویٰ انہ علیہ السلام قال من بھنأ  
ان تاكل مغیرا هل دینك اس حدیث کی ہی نہ کچھ سند ہے اور نہ کوئی اسکا راوی ہے پس  
ایسی حدیثوں پر وہی لوگ عمل کرتے ہیں جو بتقابلہ نصوص قرآنی ایسی روایات جھوٹے کو اپنی خواہش  
نفس کے مطابق جھلا میں اپنی شیخی اور فخر جتلائے کو نکالتے ہیں اور جن کی تائید کے لئے  
کوئی حدیث صحیح اور نص قرآنی موجود نہیں ہے بلکہ اسکے مخالف موجود ہے۔

اب ایک حدیث باقی رہی جسکو جھلا عدم جواز مواکلت کے استدلال میں پیش کرتے ہیں  
فی الترمذی قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لما وقعت بنو اسرائيل في المعاصي فنهضهم  
علماءهم فلم ينهوا فجاء لسوهم فمحا السهم واكاهم وشاربوهم فنهض الله قلوب بعض على  
بعض واخبرهم على لسان داود وعلي بن مرثد رجا عسوا وكانوا يعتدون۔

اس حدیث پر وہ لوگ اس طریق پر استدلال کرتے ہیں کہ برگاہ اہل معاصی کے ساتھ  
کہنا اور بیٹھنا منع ہے تو اہل کفر کے ساتھ بدرجہ اولیٰ منع ہے۔

مگر یہ طریقہ استدلال کا ایسا عمدہ ہے کہ ائمہ مجتہدین رضی اللہ عنہم اجماع میں سے ہی  
یہ طریقہ استدلال کیسکو نہیں سو جہاد اہل ہوا لا اجتہاد علماء زماننا سلمہم اللہ تعالیٰ۔

۱۔ اور روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ظلم کی بات ہے کہنا تیرا ساتھ خیر اہل دین واسے اپنے کے  
اس میں۔

۲۔ بیشک اللہ نے اُن کے پس نہ باز آئے وہ پس ہنشین کی اُنکے علما نے اور کہایا اور پیا  
کیلئے اور کفر کے ساتھ  
۳۔ اسکا دے اے ایک دوسرے کے اور لعنت کیا اُنکو اور زبان داؤد اور عیسیٰ  
سج ہوا یا تھے پر کہما حضرت عمر نے جھگو:

بک کر یہ زیادتی کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ۔

بیشک بد میں موجود تھا اور کیا معلوم ہے جھگو

اس حدیث سے اور اباحت طعام اہل کتاب اور اُنکے ساتھ مواصلت سے کیا علاقہ ہے جس آیت کا اقتباس اس حدیث میں کیا گیا ہے خود وہ آیت ہی آیات احکام سے نہیں ہے علاوہ اسکے یہودیوں کو فاسق یہودی کی اور مسلمانوں کو فاسق مسلمین کی مجالست اور مواصلت شے آخر ہے اور کفار اور اہل کتاب کے ساتھ معاشرت امر آخر ہے کیونکہ وہ لوگ کسی حکم شرعی کے بجز ایمان کے مکلف نہیں ہیں۔

اب رہی یہ بات کہ مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب نے جو اپنے فتوے میں یہ بات لکھی ہے کہ انگریزوں کے ساتھ کھانا کھانے میں تلخ بالجناسات ہو یا زمرۃ المجوس ہو تو مواصلت حرام ہے اس بیان میں بھی ایک تھوڑا سا تسامح ہے یعنی اگر تلخ بالجناسات ہے تو بلاشک ماکول حرام ہے اور اگر زمرۃ المجوس ہے تو ماکول حرام نہیں الا اُس مجلس میں شرکت حرام ہوگی جیسا کہ دعوت ولیمہ کے اُسکے اندر منکرات ہوں تو ماکول میں کچھ حرمت نہیں آتی الا اُس مجلس میں شرکت منوع ہے۔

فی الوقایۃ و مقتدی دعی الی ولیمۃ فوجدتم لبعاد و غناء لا یقنع علی منعه یخیر البتۃ و غیرہ ان تعان اکل جاز و لا یخیر ان عامہ من قبل و قال ابو حنیفۃ رحمہ اللہ بحدلۃ امرۃ فتصبرت و ذاقہ ان یقتدی بہ و دل قولہ علی حرمتہ کل الملالہ لان الالباء بالمحرم یکون۔

سٹھ وقایہ میں ہے۔ اور ایک مقتدی بلایا گیا ولیمہ میں اور پایا و اُن کیل اور راگ کہ نہیں مسترد رکتابہ اُسکے منع کی توکل جاوے و اُن سے البتہ اور جو مقتدی اگر بیٹھ جاوے اور کھائیوے تو جائز ہے اور چاہے کہ نہ حاضر ہووے اگر جان لیا یہ پہلے اور کہا ہے ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہ مبتلا ہوا میں ساتھ اسکے ایک بار پس بدشواری صبر کیا میں نے اور یہ پہلے ان کے مقتدی جو نیسے تھا اور اہم سٹنا کا کٹا و لیل ہے اپہر کہ حرام ہے سب کیل کیونکہ مبتلا ہوا حرام میں ہوتا ہے۔

اور یہ بات جو مولانا صاحب نے لکھی ہے کہ اگر وہاں خمر اور اونی مضہ ہوں اور اگرچہ وہ برتن جس میں مسلمان کتا ہے نجاست سے صاف ہوں تو بھی حرام ہے اسکی وجہ ہماری سمجھ میں نہیں آتی کیونکہ اگر وہ اکول کسی قسم کی آمیزش سے نجس نہیں ہوا تو وہ کیوں حرام ہے باقی یہ بات کہ شرکت ایسے مادہ پر جس پر خمر اور خمر ہو حرام ہے تو بغیر اس بات کے فعل شرکت حرام ہو گا نہ اکول اور نہ نخل موات۔

علاوہ اسکے اور بات بھی سمجھ میں نہیں آتی ہے کہ اہل کتاب جن کے مذہب میں خمر اور خمر حلال ہے اور وہی اسکے مرتکب ہوں نہ مسلمان اور نہ مسلمانوں کے برتن اور کالہ اس سے آلودہ ہوں تو اس مجلس کی شرکت بھی کیوں حرام ہوگی۔

خلافًا لما ذكره اللقي يدور عليها الخمر ويشربها المسلمون فلا ثلاث ان الشرية في  
في هذا المجلس حرام لانها قد وقع فيه محرمات شرعية

الشبهة التاسعة بعضه لوگ ان باتوں کو قبول کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگرچہ یہ امر مباح شرعی ہے لیکن اگر اسکی اباحت کافوتی دیدیا جاوے تو مصلحت عامہ کے برخلاف ہو گیونکہ عوام اناس انگریزوں کا کھانا بلاغیر اس بات کے کہ محرمات شرعیہ سے خالی ہے یا نہیں کھانے لگیں گے پس نظر عموم بلوا عدم جواز کافوتی دینا مصلحت ہے۔

لیکن اگر یہ بات صحیح قرار پاوے تو تمام احکام شرعی حلال و حرام کے ہر ایک کی مصلحت پر موقوف ہو جائے گا عوام بواکا خیال ہی ایک عجیب تپاس ہے اب تک مسئلہ فقہیوں سنا کرتے رہے تھے کہ الضرر دیر تہج الخطرات گراب اسکی جگہ کما جاتا ہے محرمات منجائے وقتاً طے بخلاف اس دسترخوان کے کہ شراب کا دور چلے اور پیوں حکو مسلمان تو بیشک شرکت اس مجلس میں حرام ہے کہ اس میں واقع ہوئی محرمات شرعیہ۔

شناؤ شروع کو غیر مشروع بنانا ایسا ہے جیسا کہ خیر مشروع کو مشروع اور حقیقت ایسا کرنا  
خیانت فی الدین ہے عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افسے  
بغیر علم کان اثمہ علی من افکاه ومن اثار علی اثمہ بغیر علم ان الارشاد فی غیابہ وقت  
خاصہ رواہ ابوداؤد -

فی القاموس المرشد الاستقامۃ علی طریق الحق مع تضلیب فیہ ہمارے یہاں تک  
یہ بات بخوبی جانتے ہیں کما جعفر بن ابی ہاشم کہ شرع میں طعام ال کتاب خواہ موکلت منہم  
بشرط الطہارتہ جائز و مباح ہے تو عام لوگوں کو بھی صحیح اور سیدہ مسئلہ کیوں نہیں بتاتے  
کہ انگریزوں کے یہاں کھانا اور انگو کھانا اور ایک ساتھ بیٹھ کر کھانا درست ہے لیکن حرام  
چیزوں سے بچنا چاہیے تاکہ عند اللہ ماجور اور عند الناس مشکور ہوں ہاں مگر اس کے نہیں  
مولویت کی شیخی اور بھائی کی آکھی میں اتنی الناس بنے کے تفاخر میں اور پیری مریدی مذرو  
نیاز لینے کی دوکانداری میں بٹا لگتا ہے -

سے ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ کما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فتویٰ دیوے بغیر علم کے تو  
ہو گا گناہ اسکا اسپر کہ بس نے فتویٰ دیا اور جس نے مشورہ دیا اپنے بھائی پر کہ بھائی انکی غیر میں ہے  
بغیر علم کے تو بیشک چوری کی اوٹکی - روایت کیا اسکو ابوداؤد نے - قاموس میں ہے کہ رشہ قادم  
وہ بٹا ابو پر طریق حق کے ساتھ منہج بلی کے اسپر -

## خامت

الآن نختتم هذه الرسالة على بيان امر يلحق ببيان هذا المقام فاعلم ان بعض علماءنا رحمته الله عليه قد منع من تعظيم الكافر من سبقة السلام وغيرها كما هو عادة اهل ديارنا واستندوا على منعه بما هو صدق كوفروا التهذيب ان كل فعل فيه توقير للذمي فهو حرام كالقيام والسلام والمصافحة والمعاينة لان الجهمية عليهم السلام لاها وبالسلم توقيرهم وفيه نظر بوجوه -

الاول انه لا يوافقها الادلة الشرعية لان الله تعالى قال ومن احسن قولاهن دعا الى الله وعمل صالحا وقال انني من المسلمين ولا فتوى احسنه ولا السنة اذ نعم بالتي هي احسن فاذا الذم عيب وبينه عداوة كانه ولي حميم وما يلحقها الا الذين

ابن ختم کرتے ہیں ہم یہ رسالہ اور بیان اس امر کے کہ لائق ہے بیان اسکا اس نگہ۔ پس جاننا چاہئے کہ ہمارے بعض عالم رحمۃ اللہ علیہ نے منع کیا ہے کافر کی تعظیم کرنے سے سبقت سلام سے اور باتوں سے جیسا کہ وہ عادت ہے ہمارے دیار کی اور دلیل پکڑی ہے اس کے منع پر ساتھ اس کے کہ وہ مذکور ہے تہذیب میں کہ بیشک جو فعل کرنا نہیں توقیر ہو ذمی کی وہ حرام ہے جیسا کہ کفر ہونا اور سلام کرنا اور مصافحہ کرنا اور معاہدہ کرنا کیونکہ جزیرہ انہما انت کے لئے ہے اور سلام میں انکی توقیر ہے اور اس میں چند وجہ سے شبہ ہے -

اول یہ کہ نہیں موافق ہیں اس کے دلائل شرعیہ کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور کون ہے کہ بہتر جو بات کرنے میں اس شخص سے کہ بلاے طرف اللہ کے اور عمل کرے نیک اور کے کہ بیشک میں سلام ہوں اور نہیں برابر ہے نیکی اور بدی - دفع کر دایسی بات کے ساتھ کہ بہت نیک جو پس اس وقت و شخص کہ تجھ میں اور اس میں عداوت ہے گویا وہ دوست ہے گرم اور نہیں پہنچتے ہیں اس بات کو

صبر و دوام کا یقیناً الاذ و حفظ عظیم و قال اللہ تعالیٰ و عباد الرحمن الذین یعشون علی الارض  
ہونا و اذا خاطبہم الجاہلون قالوا سلاماً۔

اللہ تعالیٰ ان الرامیۃ المذكورۃ فی التہذیب لیس یلائم حالنا و من سکین دیارنا  
لان المشرکین او انصارہ فی دیارنا لیسوا باہل ذمتنا بل نحن معاشرا لمسلمین فی  
دعیتہم و فی جوارہم و نسکن فی امانہم و نعمر فی دیارہم و ہم احسنوا الینا بوجہ کثیرۃ  
لانہم یحکمون علینا بالعدل علی ما یمکنہم و لا یراعون قومنا و قوم فی حکومتہم  
و من قواعد سہ التسویۃ بین حقوق العباد یہودیہا کان او نصرانیہا مشرکاً کان او مسلماً  
نہ لا یسعون اداء الفرائض کالصلوۃ و الصیام و الزکوۃ و الحج و لا یراحون اقامۃ  
الجمع و الاعیاد الا البغی الفساد اشیء اقبح من ہذین و ہم یحکمون علینا فی القضاء و التعلیل بل یمنع

گروہ جو کہ صبر کرتے ہیں اور نہیں پوچھتے میں اس بات کو گروہ جو کہ بڑے نصیب والے ہیں اور کما اللہ تعالیٰ

نے اور بندہ حسن کردہ ہیں جو چلتے ہیں زمین پر زخمی سے اور جب کلام کریں اُن سے جاہل تو کہتے ہیں سلا

سے دوسرے یہ کہ روایت تو تہذیب میں ذکر ہوئی نہیں مناسب ہے ہمارے حال کے اور اُن کو جو ہمارے

ملک میں رہتے ہیں اسلئے کہ مشرکین یا نصاری نہیں ہیں ہمارے اہل ذمہ بلکہ ہم گروہ مسلمانان اُن کی

رعیت میں ہیں اور اُنکی ہساگی میں ہیں اور بستے ہیں ہم اُن کی امان میں اور آباد ہیں ہم اُن کے ملک

میں اور انہوں نے احسان کیلئے ہم پر بہت طرح سے حکم کرتے ہیں ہم پر ساتھ انصاف کے ساتھ

کہ ممکن ہووے اور نہیں رعایت کرتے ہیں ایک قوم کی اپنی حکم رانی میں اور اُن کے قواعد سے ہر بڑے

درمیان حقوق عباد کے بیرونی ہو یا نصرانی مشرک ہو یا مسلمان پر نہیں منع کرتے ہیں اور اسے فرائض

نماز و روزہ و زکوۃ و حج کو اور نہیں روکتے ہیں قائم کرنے جمہ اور عید و نکو مکر لغات اور فساد کو اور اُن

بری کونسی اور چیز ہے اور حکم کرتے ہیں ہم پر اُن جگہوں میں جو متعلق ہیں خاص مذہب کے ساتھ

کالحکام والاطلاق والمیراث وغیرہ علی ما ہو ما ثور فی شریعتنا فلیکف لافو شرہم علی  
الفسنا ونختارہم فانہم یحفظون انفسنا ویرعون اموالنا ویکیون دمانا علی ما بیننا  
عیرا احسنوا وقد افترض علینا اطاعة امر السلطان وامثال حکم مما یتعلق من امور الدنیا  
قال فواللہ ما ہر خانیتہ الاسلام لیس بشرط فی السلطان الذی یقلد فی الدنیا المختار ان  
غلب علی اموالنا ولوعبد امونا وارضوہا بدارہم ملکواہا ویفترض علینا اتباعہم  
فما روى فی التصدیق عن منہج السلام والمصافحہ والمعافقۃ منہ متعلق باهل الذمۃ  
لما ہو مصرح فیہ لا بالحکام والسلطان فعلینا ان ننظر فی حالۃ لیکون اهل الاسلام  
محکومین وغیرہم علیہم حالما فیما کان طریقہ معاشرۃ المسلمین بالحکام

مثل نکاح اور طلاق اور میراث کے اور سوائے اسکے موافق اسکے کہ ہماری شریعت میں منقول ہے  
پہر کیوں نہ اختیار کریں ہم انکو اپنی جان کی برابر کہ وہ حفاظت کرتے ہیں ہماری جانوں کی اور رعایت  
کرتے ہیں ہمارے مال کی اور حفاظت کرتے ہیں ہمارے خون کی ملاوہ اسکے جو بیان کے بجائے  
انکے احسان اور فرض ہے ہمہ اطاعت حکم سلطان کی اور فرمانبرداری حکم ان کے کی ان امور میں جو  
متعلق ہیں دنیا کے ساتھ کہ تاہم خانیتہ میں اسلام شرط نہیں ہے اس بادشاہ میں جس سے نوکری حکومت  
کی لیا جاسے اور دو مختار میں ہے اگر غالب آویں کفار پیہر اور ہمارے مال پر اگرچہ وہ غلام ملان جو اور  
لیجاویں وہ سب اپنے ملک میں تو وہ اسکے ملک ہو جائینگے اور فرض سے ہمہ ان کی اطاعت -

پس جو روایت کہ تہذیب میں ہے منع سلام اور مصافحہ اور معافقۃ کی تو وہ متعلق ہے اہل ذمہ سے  
کہ اس میں اسکی تصریح ہے نہ ساتھ حکام اور بادشاہ کے - لازم ہے ہر کو کہ فکر کریں اس حالت  
میں کہ اہل اسلام محکوم تھے اور غیر اہل اسلام انپر حاکم ہیں جو طریقہ تاہم اس وقت معاشرت  
مسلمانوں کا ساتھ حاکموں کے -

فعلینا ان نخل بذلک الطريق وذلک السحالة وجدت فی ثلثة اقران الاول کان بنو  
اسرائیل عبید الفہون وهو علیہم سلطان ظاہر والثانی کان المسلمون بکنت قبل  
الہجرة والثالث ہاجر المسلمون بأرض الحبشة فکان ہو کافر اطاعوہن کان لہ سلطنتہ  
علیہم ما استطاعوا وکانوا یعاشرون معاشرۃ الخلان بمن لیس لہم علیہم سلطان حتی  
قبل ابو بکر رضی اللہ عنہ ذمہ مالک ابن الذعنے وحنوارہ لیجوع عن ظلمہ وجاسرہ ورجہ  
مکدہ وسکن داسرہ ولہ یعد الا سیجات بالکافر عاسرہ فعلمنا ان نخل ذلک اتباعا لہولاء  
ولا نفع فی الہما لک واللہ تعالی اعلم وعلیہ اتم وسلم۔

لازم ہے حکم کر عمل کریں موافق اسکے ہم ہی اور یہ حالت تین وقت میں پائی گئی ہے اول بنی اسرائیل  
اتباع تھے فرعون کے اور وہ آپر سلطان قابض تھا۔ اور دوم تھے مسلمان مکہ میں پہلے ہجرت سے اور سوم ہجرت  
کیا مسلمانوں نے زمین حبشہ میں پس ان لوگوں نے اطاعت کی اسکی کہ جو صاحب سلطنت تھا ان پر  
حق المقدور اور معاشرت کرتے تھے و دستوں کی سی ساتھ ان لوگوں کے کہ ان پر انکو سلطنت نہ تھی نیک  
کہ قبول کیا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ذمہ مالک بن ذعنے کا اور ہمایگی اسکی کہ نجات پادے اس  
شخص سے کہ ظلم اور جو کیا اسپر اور چلے آئے مکہ میں اور رہے اپنے گھر اور نہ شمار کیا اس امان۔ لیکن کو  
کافر کے اپنا عار۔ تو لازم ہے ہم پر کہ ہم ہی کریں یہ ہی اتباع ان لوگوں کے اور نہ پڑیں ہم تباہی اور ہلاکی  
ہیں واللہ تعالی اعلم وعلیہ اتم وسلم۔ فقط

تَاٰلَہٗ یَوْمَ الدِّیْنِ